مشترکہ خاندانی نظام
اور شرعی حجاب

مشترکہ خاندانی نظام کے اقتصادی فوائد
مشترکہ خاندانی نظام اور اسلامی تعلیمات
اسلامی تعلیمات اور اجتماعیت
اسلام اور اجتماعیت کے خودساختہ دائرے
اجتماعیت اور [illegible]
خاندانی نظام اور چند بنیادی شرائط

Ketabton.com

تصنیف

(مولانا) نور محمد خطیب مرکزی جامع مسجد وانا و مہتمم دارالعلوم وزیرستان وانا
ترتیب:- تاج محمد حقانی فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

دارالعلوم مرکزی جامع مسجد وانا جنوبی وزیرستان

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مشترکہ خاندانی نظام

اور شرعی حجاب

مشترکہ خاندانی نظام کے اقتصادی فوائد
مشترکہ خاندانی نظام اور اسلامی تعلیمات
اسلامی تعلیمات اور اجتماعیت
اسلام اور اجتماعیت کے خودساختہ دائرے
اجتماعیت اور دیارِ غیر
خاندانی نظام اور چند بنیادی شرائط

تصنیف
(مولانا) نور محمد خطیب مرکزی جامع مسجد وانا و مہتمم دارالعلوم وزیرستان وانا
ترتیب :- تاج محمد حقانی فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

دارالعلوم مرکزی جامع مسجد وانا جنوبی وزیرستان

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب ------------ مشترکہ خاندانی نظام اور شرعی حجاب

مصنف ------------ مولانا نور محمد مد ظلہ ایم- این- اے، خطیب مرکزی جامع مسجد وانا و مہتمم دارالعلوم وزیرستان وانا

ناشر ------------ دارالعلوم مرکزی جامع مسجد وانا جنوبی وزیرستان

کمپوزنگ ------------ حافظ عبد القیوم جامعہ دارالعلوم وانا، جدید کتاب گھر اینڈ دار الکتابت وانا بازار

پرنٹر ------ حسن ---------

مطبع ------ 〃 ---------

قیمت ---------------

تعداد ------ ۱۱۰۰ ---------

سن طباعت ------ مارچ ۱۹۹۸

ملنے کا پتہ

دارالعلوم مرکزی جامع مسجد

وانا جنوبی وزیرستان براستہ ڈیرہ اسمٰعیل خان

جدید کتاب خانہ حاجی بخت عالم مارکیٹ وانا بازار

ساجد بک ڈپو اینڈ سپورٹس المہیب مارکیٹ وانا بازار

المدینہ بک سیلرز وانا بازار

مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

۱	استفتاء۔	۴
۲	جواب۔	٦
۳	تمہید۔	۷
۴	اصل اول علت پر مبنی حکم میں حکم کا مدار اور منشا علت ہوتی ہے۔	〃
۵	بنیادی علتوں کی چند مثالیں۔	۹
٦	تصویر کی مثال۔	〃
۷	حرمت شراب کی مثال۔	۱۲
۸	قتل کلاب کی مثال۔	۱۴
۹	پردہ کلی یا جزوی طور پر کہاں کہاں غیر ضروری ہے۔	۱۷
۱۰	اصل دوم ضرورت کے وقت حکم میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔	۱۹
۱۱	عموم البلوی۔	۲۰
۱۲	شریعت کے وہ نصوص جن سے مذکورہ اصول اور قواعد اخذ کئے گئے ہیں۔	۲۱
۱۳	رخصت کا مفہوم۔	۲۵
۱۴	مندرجہ بالا قواعد سے پردے کے مسائل کی وضاحت۔	۳۸
۱۵	اجنبی مرد کا کسی کے گھر میں داخل ہوتے وقت قرآنی ہدایت۔	۳۹
۱٦	اجنبی مرد کا کسی گھر میں بار بار داخل ہونے کی ضرورت ہو تو کیا حکم ہے؟	۴۰

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

۱۷	ایک ضروری وضاحت۔	۴۸
۱۸	حاصل بحث۔	۵۲
۱۹	غلام یا لونڈیاں کون ہوتی ہیں؟	//
۲۰	غلاموں اور لونڈیوں کے متعلق پردے میں تخفیف کی علت۔	۵۴
۲۱	آیت استیذان کی تشریح۔	۵۵
۲۲	بلی کا گوشت نجس ہے۔	۵۸
۲۳	لونڈی کا شرعی پردہ۔	۶۳
۲۴	کسی مرد کے لئے جائز نہیں کہ اپنی بیوی اور اپنی لونڈی کے سوا کسی دوسری عورت کو شہوت کی نگاہ سے دیکھے۔	۶۵
۲۵	کسی آزاد مرد اور عورت کا غلاموں اور لونڈیوں کی طرح کسی گھر میں بار بار داخلہ شریعت کی نگاہ میں۔	۶۶
۲۶	مشترکہ خاندانی نظام میں حجاب کے مسئلے کے متعلق اصل سوال کا جواب۔	۷۱
۲۷	قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے دقیق تحقیق کا خلاصہ دوبارہ ملاحظہ ہو۔	۷۷
۲۸	گذشتہ تفصیلی بحث و تحقیق سے ثابت شدہ امور اور احکامات کا خلاصہ۔	۷۹
۲۹	حاصل بحث۔	۸۳
۳۰	حجاب کے مسئلہ میں چند عام بے احتیاطیاں۔	۸۴

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

۳۱	مشترکہ خاندانی نظام کے فوائد۔	۸۶
۳۲	لفظ "انسان" کا لغوی معنی اور مفہوم۔	//
۳۳	حضور علیہ السلام کے ایک تمثیلی تعلیم میں مسلمانوں کے تمام مشکلات کا حل۔	۹۱
۳۴	آج امت مسلمہ ہر میدان میں کیوں بے کسی کی تصویر بنا کھڑا ہے؟	۹۵
۳۵	اسلام اور اسلامی تعلیمات نام ہی اجتماعی مقصد یا اجتماعی عمل کا ہے۔	۹۶
۳۶	قرآن کریم نسبی اور اسلامی اتحاد پر زور دیتا ہے۔	۹۷
۳۷	خاندانی اور اسلامی وحدت۔	۹۸
۳۸	مسلمانوں کی وحدت اور اجتماعیت کے خود ساختہ دائرے۔	۱۰۰
۳۹	خاندانی وحدت کا حشر۔	۱۰۲
۴۰	اسلامی تعلیمات غیروں نے اپنا کر بام عروج پر جا پہنچے۔	۱۰۳
۴۱	مشترکہ خاندانی نظام کی ترقی اور بقاء کے لئے چند بنیادی شرائط۔	۱۰۶
۴۲	امیر کے فرائض۔	۱۰۷
۴۳	مذکورہ تمام دفعات کا شرعی ماخذ یعنی بنیاد۔	۱۰۸
۴۴	مشترکہ خاندانی نظام کے لئے چند تباہ کن باتیں۔	//
۴۵	اجتماعی خاندان کے تحفظ کے لئے بعض مفید اقدامات۔	۱۱۲

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

استفتاء

سوال :کیا فرماتے ہیں علماء شرع متین حسب ذیل مسئلہ کے بارے میں؟

کہ قبائلی عوام خصوصا آہالیان وزیرستان جو قدیم زمانے سے رہائشی طور طریقوں اور بود و باش میں مشترکہ خاندانی نظام پر عمل پیرا ہیں خانہ بدوش ہونے کی صورت میں اجتماعی شکل میں بھائیوں' چچاؤں اور بھتیجوں کے گھرانے نقل مکانی کرتے رہتے ہیں ان کے خیمے الگ الگ ہوتے ہیں لیکن وہ مل جل کر رہتے ہیں اور اکٹھے ہوکر سفر کرتے رہتے ہیں۔

موجودہ دور میں بیشتر لوگوں نے مستقل طور پر دیہاتوں میں رہائش اختیار کرلی ہے وہ اس شکل میں کہ ایک بڑے قلعہ نما مکان میں چاروں طرف کمرے بنائے جاتے ہیں تمام بھائیوں' چچاؤں اور بھتیجوں کے کمرے الگ الگ ہوتے ہیں تاہم سب کا صحن ایک ہوتا ہے مکان کا بڑا دروازہ بھی ایک ہوتا ہے اور ملکیت' خورد و نوش اور کام کاج پورے خاندان کا مشترک ہوتا ہے البتہ سونے کا کمرہ ہر ایک کا الگ الگ ہوتا ہے۔

یہ خاندانی نظام قبائلی معاشرے میں اسلئے جڑ پکڑ گئی ہے کہ قبائل میں جان و مال اور آبرو کی حفاظت کا ہر ایک خود ذمہ دار ہوتا ہے پولیس کے انتظامات نہیں ہوتے اس بنا پر اجتماعی رہائش گاہوں پر رات کے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اندھیرے میں کوئی ڈاکہ ڈالنے اور حملہ کرنے کی جرات نہیں کر سکتا جبکہ انفرادی طور پر رہنے والوں پر رات کے اندھیرے میں ڈاکہ ڈالنے کے کئی واقعات ماضی قریب میں بھی پیش آچکے ہیں جس میں چھوٹے بچوں اور عورتوں تک کو قتل کر کے سب کچھ لوٹ لیا گیا یہ محض اس لئے ہوا کہ گھر میں موجود ایک مرد سفر پر جاچکا تھا اور دوسرا کوئی مدافعت کرنے والا تھا نہیں۔

نیز قبائل میں غربت اور رسم و رواج کے پیش نظر گھروں میں نوکرانیاں بھی نہیں رکھی جاتیں اسلئے گھر کے تمام کام کاج یہاں تک کہ گھاس چارہ اور پانی لانا بھی عورتوں کی ذمہ داریوں میں داخل ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں قبائلی علاقوں میں غربت و افلاس کے پیش نظر چند بھائیوں میں سے بعض تلاش رزق حلال کے لئے بیرون ملک محنت اور مزدوری کرتے رہتے ہیں اور بعض گھر پر تمام مشترکہ گھریلو ذمہ داریاں نبھاتے ہیں اور پورے خاندان کے جان و مال اور چادر اور چار دیواری کی حفاظت کیلئے کمر بستہ رہتے ہیں سب کا نفع و نقصان اور آمد و خرچ مشترک ہوتا ہے جس کی بنیادی ستون بیرونی ممالک سے حاصل کردہ دولت ہوتی ہے یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ مشترکہ خاندانی نظام کے بغیر ایسا کرنا کم از کم قبائلی معاشرہ میں حفاظتی نقطۂ نگاہ سے ناممکن ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اب سوال یہ ہے کہ اس مشترکہ خاندانی نظام میں شرعی حدود کا پاس رکھتے ہوئے مسئلہ حجاب کو کس طرح حل کیا جائے؟ آج کل اس مسئلہ کی حل نے اس لئے بھی اہمیت اختیار کرلی ہے کہ ایک طرف زاہدان خشک اور بے علم متصوفین اس بارے میں غیر ضروری بلکہ ناقابل عمل تشدد آمیز رویہ اپناتے ہیں اور مذکورہ مشترکہ خاندانی نظام کے اندر بود و باش اختیار کرنے والے نیک اور صالح مسلمانوں کو زیر لب بے حجابی کا طعنہ بھی دیتے ہیں اور دوسری طرف عام لوگوں میں حجاب کا مسئلہ عموماً کوئی مسئلہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔

اس لئے گذارش ہے کہ مذکورہ رسم و رواج کو مد نظر رکھتے ہوئے مسئلہ حجاب نسواں پر مدلل اور مفصل روشنی ڈال کر ممنون فرماویں ساتھ ہی اگر اس نظام کے اقتصادی اور معاشی پہلوں پر کسی قدر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی جائے تو عوام کی بہتر طور پر راہنمائی کی جاسکے گی و اجرکم علی اللہ۔

جواب

اگرچہ قدیم زمانہ سے تا حال مسئلہ حجاب نسواں پر مختلف زاویہ نگاہ سے علماء کرام نے سیر حاصل مقالے لکھے ہیں اور تالیفات کی ہیں تاہم مسئلہ حجاب کا مخصوص پہلو جو سائل نے اپنے سوال میں ذکر کیا ہے شاید

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کسی عالم دین نے اس بارے میں تفصیلی قلم نہیں اٹھایا ہے اس لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنی دانست کی مطابق اس مسئلہ پر مفصل بحث کی جائے۔

تمہید

اصل مسئلہ کے بیان کرنے سے پہلے دو ایسے اصولوں کا جاننا ضروری ہے جن پر مختلف شرعی مسائل اور احکامات کا دار و مدار ہے اور یہ اصول ان احکامات کے لئے اساس اور بنیاد کا درجہ رکھتے ہیں۔

اصل اول: علت پر مبنی حکم میں حکم کا مدار اور منشا علت ہوتی ہے

(مدار الحکم المعلول بالعلة علة)

(مجلة الاحکام)

یعنی شریعت کا جو حکم کسی علت پر مبنی ہو اس علت اور وجہ کو اس حکم کے لئے مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے اگر وہ علت اور وجہ موجود ہے تو حکم موجود ہوگا اور اگر کہیں وہ علت اور وجہ موجود نہیں تو وہ حکم بھی نہ ہوگا اور جہاں علت اور وجہ کی موجودگی میں شدت یا تخفیف ہوگی تو

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

حکم میں بھی شدت اور تخفیف کی وہی تبدیلی ہوتی رہے گی۔

اس قاعدہ کی تفصیل سمجھنے کے لئے مناسب ہوگا کہ اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے علامہ قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ مہتمم دار العلوم دیوبند کے ایک تحریر کا مفصل اور مکمل اقتباس ہدیہ ناظرین کروں۔

قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اپنی تالیف "شرعی پردہ" میں لکھتے ہیں۔

"مسئلہ حجاب اور اس کے مالہ و ماعلیہ کو سامنے لانے سے پیشتر یہ اصولی حقیقت سمجھ لینی ضروری ہے کہ عموما تمام انواع احکام اور خصوصا معاشرتی احکام میں ہر شرعی حکم کے نیچے اس کی کوئی بنیادی علت ضرور ہوتی ہے جو اس حکم کا منشاء اور مدار ہوتی ہے اور اس علت کی بنا پر وہ حکم شارع حقیقی کی طرف سے وضع کیا جاتا ہے خواہ علت نص و آیت و روایت کے الفاظ میں موجود ہو جسے ہر کس و ناکس دیکھ سکے یا معنی میں لپٹی ہو جس تک مجتہد اور راسخین فی العلم ہی کی نگاہ پہنچ سکتی ہو اور وہی اسے اندر سے نکال کر باہر نمایاں کرسکتے ہوں بہر صورت حکم میں کسی نہ کسی علت کا ہونا ضروری ہے جو مدار حکم ہی نہیں ہوتی بلکہ حکم کی یہ صورت اسی مخفی اور بنیادی علت کے حصول کی ایک تدبیر ہوتی ہے اگر مثبت حکم ہے جسے امر کہتے ہیں تو اس کے ذریعہ اس علت کا استحکام ملحوظ ہوتا ہے اور اگر منفی حکم ہے جسے نہی کہتے ہیں تو اس مخفی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

علت کا دفعیہ پیش نظر ہوتا ہے پس یہ حکم اپنی متعلقہ علت کے حصول یا دفعیہ کی ایک تدبیر ہوتی ہے جس کا مقصود اصلی ردا" یا اثباتا" یہی علت ہوتی ہے خود حکم بذاتہ مقصود نہیں ہوتا اندریں صورت علت مرتفع ہوجانے پر حکم بھی مرتفع ہوجاتا ہے اور اس میں ضعف پیدا ہوجانے پر حکم میں شدت باقی نہیں رہتی۔

بنیادی علتوں کی چند مثالیں

تصویر کی مثال : مثلا ممنوعات شرعیہ کے سلسلہ میں تصویر کی ممانعت ایک حکم شرعی ہے جس کی بنیادی علت صورت پرستی اور حقیقت بیزاری کا انسداد ہے جس کا دوسرا نام شرک ہے اسی سے بچنے کے لئے تصویر کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ تصویر ہی تاریخی طور پر ہمیشہ شرک و بت پرستی اور حقیقت بیزاری کی بنیاد ثابت ہوئی ہے قوم نوح علیہ السلام عملاً اس میں مبتلا تھی تو اس کے مٹانے کے لئے نوح علیہ السلام مبعوث ہوئے قوم ابراہیم علیہ السلام بت گر اور بت پرست تھی تو ابراہیم علیہ السلام بت شکن بن کر آئے قوم موسی علیہ السلام نے مصر سے ہجرت کرتے ہوئے صنعا میں ایک مورتی کی پوجا دیکھی تو حضرت موسی علیہ السلام کے سامنے یہ خواہش ظاہر کی کہ ان کیلئے بھی ایسے ہی معبود بنادیے جائیں حضرت موسی علیہ السلام نے سختی سے کہہ کر جھڑ کا

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کہ۔

انکم قوم تجھلون☆

ترجمہ: تم جاہلانہ باتیں کرتے ہو۔

بہر حال تصویر کی ممانعت در حقیقت انسداد شرک کے لئے تھی جہاں اور جس قوم میں بھی اس کے جراثیم پائے گئے ان روحانی اطباء یعنی انبیاء علیہم السلام نے ان کا علاج کیا شریعت اسلام چونکہ جامع، مکمل اور ابدی شریعت تھی اس لئے اس نے وقوع شرک کا انتظار کئے بغیر اسباب شرک اور احتمال شرک پر انسدادی احکام جاری کئے اور تصویر کی ممانعت بلکہ استیصال میں بعید احتمال کو بھی سامنے رکھا مگر علت ممانعت وہی شرک اور اس کا انسداد رہا پس ممانعت تصویر در حقیقت علت شرک کے دفعیہ کی ایک تدبیر ہے بذاتہ مقصود نہیں اور نہ ہی تصویر بذاتہ قبیح ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جہاں شرک کا کوئی واہمہ اور امکان نہ ہو وہاں یہ حکم ممانعت بھی باقی نہ رہے گا عالم برزخ میں ملائکہ علیہم السلام میت سے سوال و جواب کرتے وقت بتصریح شراح حدیث نبی کریم ﷺ کی تصویر دکھلا کر سوال کریں گے۔

من هذا الرجل؟ ترجمہ: یہ شخص کون ہے؟

ظاہر ہے کہ ملائکہ علیہم السلام تو شرک کے واہمہ تک سے بری

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہیں اور میت کے حق میں بھی وہاں شرک کا کوئی امکان نہیں تو چونکہ وہاں ہر دو فریق کو وحدانیت حق کا مشاہدہ حاصل ہوچکا ہے اس لئے تصویر کی ممانعت بھی باقی نہ رہی نیز بنص حدیث جنت کے بازاروں میں تصویریں بھی فروخت ہوں گی جن کی قیمت ذکر اللہ ہوگی ظاہر ہے کہ سارے اہل جنت ارباب کشف و شہود ہوں گے جن میں شرک کا تخیل بھی ناممکن ہوگا اس لئے وہاں ممانعت تصویر کا حکم بھی باقی نہ رہے گا۔

ورنہ جو چیز قبیح بذاتہ ہوتی ہے وہ جیسے دنیا میں حرام ہے جنت میں بھی حرام ہوگی زنا نہ یہاں جائز' نہ آخرت میں' جھوٹ اور دنگا فساد کی نہ اس دنیا میں اجازت ہے اور نہ اخروی زندگی میں۔ فرق یہ ہے کہ یہاں ان باتوں سے بتکلف اور بزور عقل و ہمت بچا جا سکتا ہے اور وہاں طبعی طور پر ان امور سے نفرت ہوگی بلکہ ان کا مادہ ہی دلوں میں سے ختم کر دیا جائے گا اگر تصویر بذاتہ قبیح اور منکر ہوتی تو دنیا کی طرح جنت میں بھی اس کے وجود کو برداشت نہ کیا جاتا اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ صرف رذیلۂ شرک سے بچانے کی ایک تدبیر ہے جہاں اس رذیلہ کا وجود ہی نہ ہو جیسے عالم برزخ اور عالم آخرت تو اس تدبیر کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔

خود شریعت اسلام نے شرک کے ریشے کو ختم کرنے کے لئے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تصویر کی شدت سے ممانعت کی ہے مگر علت ممانعت وہی احتمال شرک قرار دیا ہے اس لئے دنیا میں بھی جہاں جہاں شرک کا احتمال نہیں وہاں یہ حکم ممانعت بھی نہیں غیر ذی روح جیسے مکان، درخت، دریا، پہاڑ وغیرہ کی تصویر عادتاً شرک آموزی کے اثرات سے خالی ہے تو اس کی ممانعت بھی نہیں پھر ذی روح افراد میں اگر سر کٹی تصویر ہو یا اتنا حصہ کٹا ہوا ہو جس کے کٹ جانے سے بحالت زندگی زندہ رہنا ممکن نہ ہو تو اس کی ممانعت بھی باقی نہیں رہتی کیونکہ مقطوع الراس یعنی سر کٹی تصویر کی پوجا نہیں کی جاتی یا پورے جسم ہی کی تصویر ہو مگر چہرے پر قلم پھیر دیا جائے یا کوئی بھی توہین آمیز علامت بنا دی جائے جس سے چہرے کے خد و خال میں فرق آجائے تو پھر یہ پوری تصویر بھی ممنوع نہیں رہتی کہ یہ صورت توہین تصویر کی ہے تعظیم تصویر کی نہیں ہے جس سے شرک کی بنیاد پڑتی ہے یا اس پر قلم بھی نہ پھیرا جائے بلکہ جوتوں کی جگہ قدموں میں ڈال دیا جائے پھر بھی حکم ممانعت اٹھ جاتی ہے کیونکہ تصویر کو پامال کرنے کے ساتھ شرک جمع نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ انتہائی تذلیل ہے اور شرک انتہائی تعظیم تو ضدین کیسے جمع ہوسکتے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ تصویر بذاتہ ممنوع نہیں ورنہ برزخ، آخرت اور عالم دنیا میں تصویر اور اس کے مذکورہ افراد ہرگز جائز نہ قرار دیئے جاتے۔

حرمت شراب کی مثال: ہمیں معلوم ہے کہ شراب کی حرمت

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

علت سکر (نشہ) کی وجہ سے ہے گویا شراب سے روکنا خود اس مشروب سے روکنا نہیں بلکہ اس کی کیفیت نشہ سے بچانا ہے جس نے اس مشروب کو ناپاک کردیا ہے یہ دوسری بات ہے کہ یہ کیفیت نشہ آوری اس شربت میں گھل مل گئی ہے اور اس سے جدا نہیں اس لئے اس سے بچانے کی صورت بجز اس مشروب سے روک دینے کے اور کوئی نہیں ہوسکتی تھی پس اس مشروب سے روکنا درحقیقت اس کیفیت نشہ سے بچانے کی ایک تدبیر ہے فی نفسہ اس سیال.مادہ سے روکنا نہیں اگر اس شربت میں یہ کیفیت نہ آئے یا باقی نہ رہے تو یہ حکم ممانعت بھی اٹھ جائے گی چنانچہ انگور یا کھجور کے شربت اور نچوڑ میں جب تک یہ کیفیت نشہ پیدا نہ ہو یا ابھرنے نہ پائے جسے نبیذ کہتے ہیں اس پر شرع کی ممانعت کا فتوی بھی نہ لگے گا حالانکہ یہ وہی مشروب ہے جو نشہ آور ہوجانے کی بعد فورا ہی زیر ممانعت آکر حرام خالص بن جاتا ہے جس کا نام اب بجائے نبیذ کے خمر ہوجائے گا یا کسی سیال مادہ میں نشہ آوری کی کیفیت پیدا ہوکر کسی وجہ سے زائل ہوجائے جیسے الکحل کو دواوں یا کسی دوسرے استعمالی اشیاء میں ملا دئے جانے پر اس کے کچھ مادی اجزاء تو باقی رہ جاتے ہیں مگر سیلانی کیفیت اڑ جاتی ہے جس کے ذیل میں یہ نشیلا پن بھی کافور ہوجاتا ہے تو ایسے مشروبات کی ممانعت بھی نہیں ہے اسی طرح خمر سرکہ بن جائے تو تبدل ماہیت سے وہی مشروب اب بجائے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

حرام ہونے کے حلال ہوگیا حالانکہ سیال مادہ تو وہی ہے جو پہلے تھا تبدیلی ہیئت نے صرف اس کے نشہ کی کیفیت کو زائل کردیا ہے۔

بہر حال ممانعت شراب سے ممانعت نشہ مقصود ہے ممانعت مشروب مقصود نہیں اندریں صورت اس مشروب کی ممانعت در حقیقت نشہ سے بچانے کی ایک تدبیر ہوئی جو تا بقاء نشہ باقی رہے گی ورنہ وہ چیز جائز ہو جائیگی۔

البتہ بقاء نشہ کی صورت میں شراب کا ایک ایک قطرہ اسی طرح حرام رہے گا جس طرح پورا جام و سبو حرام تھا اگر چہ ایک قطرہ سے نشہ نہ چڑھے کیونکہ اس میں بقدر حصہ و مقدار نشہ ضرور موجود ہے خواہ اس کا احساس ہو یا نہ ہو جیسے درخت یا بچہ کا نشو و نما ہر ہر ساعت اور ہر ہر پل ہوتا رہتا ہے مگر قلت مقدار کی وجہ سے اس کا احساس نہیں ہوتا سال دو سال میں جب اس کی مقدار معتد بہ ہوجاتی ہے تو مجموعہ کا احساس ہوتا ہے پس اس عدم احساس کی وجہ سے اس مقدار قلیل کے عدم کا دعوی نہیں کیا جاسکتا اسی طرح قطرات شراب میں جزوی نشہ کے محسوس نہ ہونے کی وجہ سے اس کی موجودگی کی نفی نہیں جاسکتی بہر حال شراب کی ممانعت نشہ سے بچانے کی تدبیر ہے خود بذاتہ مقصود نہیں۔

قتل کلاب کی مثال: اسی طرح ضعف علت کی وجہ سے حکم میں ضعف آجاتا ہے اسلئے کہ مدار حکم علت ہی ہوتی ہے جیسے شریعت نے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کتوں کے قتل عام کا حکم دیا جس کی علت کتے کی محبت تھی جو اہل جاہلیت کے ذہنوں میں رچی ہوئی تھی بالکل اسی طرح جس طرح آج کے نصرانی تمدن میں عیسائیوں کے قلوب پر کتوں کی محبت مستولی ہے اس علت کے استیصال کے لئے شریعت نے ابتداء" کتے کی جنس کی قتل عام کا حکم صادر کیا مگر جوں جوں محبت کم ہوتی رہی اس حکم کی شدت بھی کم ہوتی رہی ابتداء" ہر کتا واجب القتل تھا جب محبت کم ہوگئی تو یہ حکم سیاہ کتوں تک محدود رہ گیا جب محبت کا یہ درجہ بھی نکل گیا تو حکم ممانعت بھی اٹھ گیا اور فرمادیا گیا۔

مالنا وللکلاب الخ۔

"ہمیں کتوں سے کیا کام کہ انکی استیصال کی فکر میں لگے رہیں وہ بھی ایک امت ہے امتوں میں سے"۔

اور جب کتوں سے اعراض اور نفرت قائم ہوگئی تو پھر اس کی بعض انواع کے کام میں لانے تک کی اجازت دے دی گئی جیسے شکاری کتے کی شکار کے لئے' حفاظتی کتے کی حفاظت کے لئے البتہ اس استعمال سے احتمال تھا کہ کہیں محبت لوٹ نہ آئے تو یہ حقیقت ظاہر کرکے اس کے (بلا ضرورت) اختلاط عام سے روک دیا گیا کہ ملا ئکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا ہوتا ہے۔

بہر حال ہمارا مقصد واضح ہوگیا کہ قتل کلاب کا مسئلہ محبت کلاب کی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بنا پر تھا جوں جوں محبت گھٹتی گئی توں توں حکم میں ضعف آتا گیا تا آنکہ استیصال علت سے آخر کار یہ حکم عام ختم کردیا گیا جس سے واضح ہوا کہ قتل کلاب کا حکم ان کی محبت سے بچانے کی ایک تدبیر تھا خود بذاتہ مقصود نہ تھا ورنہ منسوخ نہ کیا جاتا۔

ٹھیک اسی طرح عورت کا پردہ بلا شبہ ایک شرعی اور دینی امر ہے لیکن وہ خود بذاتہ مقصود نہیں بلکہ ایسی مہلک اور خطرناک علت سے بچانے کی تدبیر کے طور پر رکھا گیا ہے جو انسانیت انسانی فرد اور انسانی سوسائٹی سب ہی کے لئے سم قاتل ہے اور اس کے متعدی اثرات سے کسی بھی وقت قومیں کی قومیں تباہی و بربادی کے کنارے لگ سکتی ہیں اس مہلک علت کو قرآن حکیم نے فحش سے تعبیر کیا ہے۔

لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ و ساء سبیلا☆

"زنا کے قریب بھی مت جاو بیشک وہ بڑی بری اور بے حیائی کی بات ہے۔

و ینھی عن الفحشاء و المنکر الخ☆

"اور (اللہ) منع کرتا ہے بیحیائی اور برائی سے"۔

اب ظاہر بات ہے کہ زنا کاری اور دواعی زنا (وسائل زنا) کا راستہ فحش ہے اور اس فحش و منکر کا سب سے اہم اور بڑا مرکز عورت ہے جس کے دیکھنے چھونے اور چھیڑنے اور ملاپ کرنے سے لذت حاصل کی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جاتی ہے۔"

علامہ قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی دقیق بحث و تحقیق کو سمیٹتے ہوئے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ پردہ بذات خود چونکہ مقصود اور مطلوب نہیں ہے بلکہ پردہ کے جملہ احکامات اور بندشیں علت زنا کے روک تھام کی خاطر ہیں اور ہر عورت اور ہر مرد میں یہ علت اور خواہش زنا ایک جیسی نہیں لہٰذا پردہ کے احکامات بھی مختلف ہونگے چنانچہ علامہ لکھتے ہیں۔

پردہ کلی یا جزوی طور پر کہاں کہاں غیر ضروری ہے

پس پردہ کا عرض کردہ مفصل پروگرام جو متعدد نمبروں پر مشتمل ابھی پیش کیا گیا ہے کہیں کل کا کل نافذ العمل ہوگا جہاں اس علت (زنا) کے سارے امکانات موجود ہوں گے اور کہیں جزوی حیثیت سے زیر عمل آئے گا جس حد تک اس کی علت کے اجزاء پائے جائیں گے اور کہیں یہ سسٹم ہی اٹھ جائے گا جہاں فحش اور شہوانی جذبات کے عادی امکانات ختم ہوجائیں گے۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ پردہ عورت کی ذات سے نہیں بلکہ اس کے ایک وصف (فحش، زنا) سے ہے چنانچہ عورت کی کتنی ہی انواع پردہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے اس لئے مستثنیٰ ہیں کہ یہ وصف وہاں نہیں پایا جاتا ماں، بیٹی کے بارہ میں فحش کا کوئی مظنہ (گمان) نہیں تو یہاں پردہ سرے سے نہیں شیخ فانیہ (بہت بوڑھی عورت) محل شہوت ہوکر اب اس پر باقی نہیں رہی تو پردے کی ضرورت بھی قائم ہوکر اب باقی نہیں رہی نومولود بچی محل شہوت بننے ہی نہیں پاتی تو پردہ بھی اس سے اس وقت تک قائم نہیں ہو پاتا جب تک کہ اس علت (شہوت، زنا) کا مظنہ (گمان) اس میں نہ آجائے۔

باندیاں، لونڈیاں، گھر کی مامائیں اور کام کاج کرنے والی مزدورنیاں عام حالات کارکردگی میں اپنے میلے کچیلے پن اور غلاظت کے سبب فحش انگیزی (شہوت ابھرنے) کا محل نہیں ہوتیں تو عام حالات میں ان سے پردہ بھی ضروری نہیں رہتا خاص حالات جیسے تخلیہ (تنہائی اور بے خوفی کی جگہ) وغیرہ جذبات فحش (زنا) بھڑکا سکتا ہے تو خلوت کی حد تک ان سے اجتناب اور پردہ بھی ضروری ہوجاتا ہے گویا فحش کا مظنہ جزوی تھا تو پردہ کا نظام بھی اپنی جزوی حیثیت میں ہی نافذ ہوا۔

اسی طرح دیہات کی عورتیں اور مرد بدویت (دیہاتی پن) اور انتہائی سادگی بلکہ تمدنی بے شعوری اور مزاجی بے تمیزی کے سبب فواحش کے کوچہ ہی سے نابلد ہوتی ہیں انہیں رات دن کھیت کیاری کی محنت اور مشغولی اور اوپر سے گاوں کے تمدن کی بے رنگی یا تکلفات تمدن

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے بے شعوری باوجود اس اختلاط مرد و زن کے، فواحش کے شعور ہی سے دور دور رکھتے ہیں تو وہاں پردے کی کل جزئیات بھی ان کے حق میں ضروری نہیں رہتیں ان کا جزوی پردہ جو گھونگٹ کی شکل میں ہے وہ اس اختلاط کے باوجود قائم رکھی ہیں، کافی ہوتا ہے۔

(ماخوذ از "شرعی پردہ" تالیف قاری محمد طیب صاحب مرحوم مہتمم دار العلوم دیوبند ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انار کلی لاہور)

اصل دوم: ضرورت کے وقت حکم میں آسانی پیدا ہوتی ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شرعی حکم کی راہ میں جب مشقت اور دشواری کا سامنا ہو تو از روئے شریعت اس میں آسانی آجاتی ہے یعنی مشکل اور تکلیف کا پیش آنا آسانی اور سہولت پیدا ہونے کا سبب ہے اور تنگی کے وقت آزادی پیدا کرنا لازم ہوجاتا ہے خواہ یہ احتیاج عام لوگوں کو درپیش ہو یا مخصوص قوم اور علاقے کو اس صورت حال کا سامنا ہو۔ خواہ ہر دور میں یہ صورت حال پیش آتا رہے یا کسی خاص زمانہ میں اس کا سامنا ہو۔

(الف) المشقة تجلب التيسير يعنى ان الصعوبة تصير سببا للتسهيل و يلزم التوسيع فى وقت المضائقة۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

(مجلة الاحکام مادہ نمبر ۱۷)

وایضا الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة او خاصة۔

(مجلة الاحکام مادہ نمبر ۳۲)

(ب)الامر اذا ضاق اتسع یعنی اذا ظهرت مشقت فی امر یرخص فیه۔

(مجلة الاحکام مادہ نمبر ۱۸)

(ج) الضرورات تبیح المحظورات۔

(مجلة الاحکام مادہ نمبر ۲۱)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة کانت او خاصة۔

(مجلة الاحکام مادہ نمبر ۳۲)

عموم البلوی

ناظرین مندرجہ بالا مادوں کا مفہوم فقہاء کرام کی اصطلاح میں عموم البلوی کے نام سے جانا جاتا ہے یعنی یہ کہ لوگوں کو جب کسی شرعی حکم کی بجا آوری میں مشکلات کا سامنا ہو تو اس میں آسانی پیدا کی جائے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

شریعت کے وہ نصوص جن سے مذکورہ اصول اور قواعد اخذ کئے گئے ہیں

فقہاء اور ائمہ مذہب نے حسب ذیل آیات اور احادیث سے مذکورہ قواعد اخذ کئے ہیں۔

۱۔ قوله تعالی: یرید اللّٰه بکم الیسر و لا یرید بکم العسر ☆

(البقرۃ، آیت ۱۸۵)

"اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا"۔

۲۔ قوله تعالی: و ما جعل علیکم فی الدین من حرج ☆

(الحج، آیت ۷۸)

"اور (اللہ نے) دین میں تم پر کسی طرح سختی نہیں کی"

۳۔ قوله تعالی: ما یرید اللّٰه لیجعل علیکم من حرج ☆

(المائدہ، آیت ۶)

اور اللہ تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا"۔

۴۔ یرید اللّٰه ان یخفف عنکم و خلق الانسان

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ضعیفا☆

(النساء، آیت ۲۸)

"اللہ چاہتا ہے کہ تم پر بوجھ ہلکا کردے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے"۔

صحیح بخاری کے کتاب الایمان میں لکھتے ہیں۔

۱۔ "باب الدین یسر" قال النبی ﷺ احب الدین الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ۔

(بخاری جلد ۱)

"حضور علیہ السلام نے فرمایا دین کے بارے میں اللہ تعالی کو باطل سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے آسانی پسندیدہ تر ہے"۔

۲۔ قال النبی ﷺ ان الدین یسر و لن یشاد الدین احد الا غلبہ فسددوا و قاربوا الخ۔ (بخاری حوالہ بالا)

"حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے دینداری میں تشدد اختیار کی وہ آخر کار مغلوب ہوا پس میانہ روی اختیار کرو اور راہ حق سے قریب رہو"۔

۳۔ بعث النبی علیہ الصلوۃ و السلام ابا موسی و معاذا الی الیمن فقال یسرا و لا تعسرا الخ۔

(بخاری جلد ۲، صفحہ ۶۲۲)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

"حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ابو موسی اور معاذ رضی اللہ عنہما کو عامل بناکر دونوں کو یمن کی طرف روانہ کیا اور انہیں ہدایت کی کہ دین اسلام اور احکامات شریعت کے بارے میں لوگوں کے ساتھ آسانی کا بھرتاو کرو دشواری اور سختی سے اجتناب کرو"۔

۴۔ قال علیہ الصلوۃ والسلام انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۳۵)

"حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے صحابہ رضوان اللہ علیہم سے فرمایا بے شک تمہیں آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجا گیا نہ کہ دشواری پیدا کرنے والے"۔

یہ ہیں ان آیات قرآنی اور احادیث نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی ایک جھلک جن سے ائمہ اور فقہاء مذہب نے مذکورہ قواعد اور اصول اخذ کئے ہیں اور پھر انہی قواعد اور اصول کے تحت بہت سے ایسے مسائل کے جواز کا فتوی دیا ہے جو اصولی طور پر از روئے مذہب تو ناجائز ہیں مگر مشقت' دشواری اور لوگوں کی عام احتیاج اور عموم بلوی کے سبب مذکورہ آیات اور احادیث کے پیش نظر جائز قرار دئے گئے ہیں۔

چنانچہ مذکورہ (مادہ ۱۷) کے تحت علامہ علی حیدر شرح المجلہ جلد ا صفحہ ۳۵ پر تحریر فرماتے ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

یعنی ان الصعوبة التی تصادف فی شی تکون سببا باعثا علی تسهیل و تهوین ذالک الشی و بعبارة اخری یجب التوسیع و قت الضیق و ان التسهیلات الشرعیة تجویز عقود القرض' و الحوالة و الحجر' والوصیة' والسلم' والاقالة' والمزارعة' والمساقات و غیرها الخ مستندة علی هذه القاعدة و قد صار تجویزها دفعا للمشقة و جلبا للتیسیر رخصا-

"یعنی کسی چیز میں دشواری اور مشقت کا سامنا ایک ایسا سبب ہے جو اس چیز میں سہولت اور آسانی کا باعث بنتا ہے دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ وقت اور تنگی کی وقت وسعت اور آسانی پیدا کرنا لازم ہوجاتا ہے اور شریعت کے احکامات میں بہت سی آسانیاں مثلاً لین دین کے معاملات میں قرضوں کا جائز ہونا' حوالہ (کسی کے ذمے دین منتقل کرنا) کسی انسان کی تصرفات پر بندش لگانا' وصیت اور بیع سلم' یا کسی سودے کو منسوخ کرنا' نیز کاشتکاری اور باغبانی وغیرہ بیشمار مسائل کا جائز ہونا اسی مذکورہ قاعدہ پر مبنی ہے یہ تمام مسائل لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے اور ان سے مشقت اور دشواری دفع کرنے کی خاطر جائز کئے گئے ہیں اور ایسے مسائل کو شریعت میں "رخصتوں" کا نام دیا جاتا ہے-

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

والرخصة: لغة التوسع، واليسر، والسهولة وفي اصطلاح الفقهاء: هي الاحكام التي ثبت مشروعيتها بناء على الاعذار مع قيام الدليل المحرم توسعا في الضيق۔

(شرح المجلة لعلي حيدر جلد ۱، صفحه ۳۵)

رخصت کا مفہوم۔ عربی زبان میں رخصت کا معنی ہے وسعت، آزادی، آسانی اور سہولت اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کا مفہوم ہے کہ وہ مسائل جو لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنے اور ان سے دشواری ہٹانے کی عذر کے بنا پر جائز کئے گئے ہیں ورنہ اصل مذہب میں مذکورہ مسائل کے ناجائز ہونے کے دلائل جوں کے توں اب بھی موجود ہیں۔

اور اسی ہی قاعدہ ۱۷ "یعنی المشقة تجلب التیسیر" کے تحت شارح مجلّہ علامہ سلیم باز نے اپنی شرح کے صفحہ ۲۷ اور علامہ محمد خالد الاتاسی جلد ۱ صفحہ ۴۸ پر تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

علامہ ابن نجیم الحنفی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی شاہکار تالیف "الاشباہ والنظائر" میں اسی قاعدہ پر مبنی ان مسائل کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے جن کا بنیاد لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنے اور انہیں مشقت اور دشواری سے نجات دلانے پر رکھا گیا ہے ان میں سے بعض کا مختصر طور پر اردو مفہوم عرض کردیتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

۱۔ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا پیشاب اگر کسی کے کپڑے کو لگا اور اس کپڑے میں نماز پڑھ لی تو نماز جائز ہوگی۔

۲۔ بارش کے دوران بازاروں' شہروں اور دیہاتوں کے گلی کوچے کیچڑ سے بھرے رہتے ہیں جن میں ہر قسم کی نجاستیں اور غلاظتیں گھل مل جاتی ہیں لیکن اس کے باوجود یہ کیچڑ پاک سمجھا گیا ہے۔

۳۔ بعض مقامات میں مکانات کی لپائی کے لئے مٹی کے گارے میں گائے اور بیھنس وغیرہ کی گوبر کافی مقدار میں لوگ ملا دیتے ہیں اس کو ہمارے اصطلاح میں "گوبری" اور فقہاء کے اصطلاح میں "طین بخاری" کہا جاتا ہے یہ کیچڑ اور اس کا پانی بھی پاک ہے۔

۴۔ اگر کسی کے ناک' دانت یا زخم سے یا عورت کی ماہواری کے دنوں کے سوا اس کی بدن سے خون جاری رہتا ہے یا کسی کا پیشاب ہر وقت ٹپکتا رہتا ہے یا کسی کو پیٹ کے گیس کی تکلیف رہتی ہے تو ایسے افراد کے لئے حکم یہ ہے کہ ہر ایک نماز کا وقت داخل ہونے پر وضو کرکے صاف کپڑے پہن لیا کریں اور شریعت کی رو سے ایک نماز کا پورا وقت اس ایک وضو سے وہ باوضو اور پاک سمجھا جاتا ہے مثلا دن کو زوال ہونے کے بعد تا وقت عصر اسی وضو اور اسی کپڑے میں فرض نماز' سنت' مستحب' نوافل جو کچھ عبادات ادا کرنا چاہے کرسکتا ہے اگر چہ اس کے جسم سے خون وغیرہ بہتا رہے اور اس کے کپڑے اور مصلیٰ خون

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور پیشاب وغیرہ سے لت پت ہو ایسے شخص کو فقہاء کی اصطلاح میں "صاحب العذر" کہا جاتا ہے البتہ اس کے بدن سے مذکورہ نجاست کے علاوہ اگر کوئی اور نجاست نکلے تو اس سے اس کا وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر کپڑے کو لگے تو اس کو دھونا لازمی ہو گا۔

۵۔ اگر دنبہ، بھیڑ اور بکری کا دودھ نکالتے وقت برتن میں مینگنیاں گر گئیں یا کسی کنویں میں اونٹ وغیرہ کی سالم مینگیاں دیکھی گئیں اور پانی میں بد بو پیدا نہیں ہوئی تو دودھ اور پانی پاک ہے۔

۶۔ جب اہل بخارا پر غربت اور محتاجی آ پڑی تو قرض لینے کے بدلے زمین رہن کرنے اور قرضدار کو منفعت قرض کے بدلے زیادہ لینے کے جواز کا فتویٰ دیا گیا اور اس کو "بیع وفا" "یا بیع الامن" کا نام دیا گیا۔

اگر چہ مذکورہ چیزیں سب کے سب نجس اور حرام ہیں مگر ان سے بچنے میں انتہائی دشواری اور مشقت اٹھانے کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے "المشقة تجلب التيسير" کے قاعدہ کے تحت مذکورہ نجاستیں پاک سمجھی گئیں اور قرض پر منفعت کی شرط کے باوجود رخصت اور اجازت دے دی گئی۔

(الاشباہ والنظائر جلد ۱، صفحہ ۲۴۵ تا ۲۷۳)

مادہ ۱۸ یعنی الامر اذا ضاق اتسع "تنگی کے وقت لوگوں کے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

لئے وسعت اور گنجائش کا پیدا ہونا" کے تحت علامہ آتاسی رحمہ اللہ نے ان مسائل کی طرف اجمالا اشارہ کیا ہے جن کی بنیاد اسی قاعدہ پر رکھی گئی ہے ان میں سے بعض کا اردو مفہوم پیش خدمت ہے۔

۱۔ ایسی جگہ جہاں عاقل بالغ مردوں کی موجودگی ممنوع ہو اور وہاں صرف عورتیں یا نابالغ بچے ہوں ایسے ماحول میں اگر کوئی چور کسی کے حق پر ہاتھ ڈالے تو اس میں صرف عورتوں یا بچوں کی شہادت قبول کی جائیگی تا کہ حقوق کے ضائع ہونے کی مشکل سے نجات پایا جاسکے۔

۲۔ بچے کی نسب کے ثبوت کے لئے صرف ایک دایہ کی گواہی مذکورہ قاعدہ کی اساس پر کافی سمجھی جاتی ہے۔

۳۔ بھوک کی شدت کے وقت مردار چیز کا کھانا' یا سخت پیاس کی وجہ سے ممنوع چیز کا پینا جائز ہو جاتا ہے۔

۴۔ آج کل اذان' اقامت' وعظ و تقریر' تعلیم قرآن و حدیث اور درس و تدریس پر اجرت لینا اسی مذکورہ قاعدہ کے تحت جائز قرار دیا گیا ہے ورنہ اصل مذہب کی رو سے یہ تمام صورتیں ناجائز ہیں۔

(شرح المجلہ جلد ۱' صفحہ ۱۵' خالد الاتاسی رحمہ اللہ)

علامہ ابن نجیم الحنفی رحمہ اللہ نے "الفائدۃ الرابعۃ" کے عنوان کے تحت مذکورہ قاعدہ پر مبنی رخصتوں کی تفصیل ذکر کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔ (الاشباہ والنظائر جلد ۱' صفحہ ۲۷۳ تا ۲۷۸)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

علامہ محمد خالد الاتاسی رحمہ اللہ "الحاجة تنزل منزلة الضرورة الخ مادہ ۳۲ کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

اشارت المادة الی ان الضرورة و ان کانت اشد الا ان الحاجة عامة کانت او خاصة تنزل ایضا منزلتها فی تجویز الممنوع شرعا الخ (الی ان قال) و اعلم ان اکثر ما ورد علی خلاف القیاس من الاحکام الشرعیة مبنی علی الحاجة کالبیع بالوفاء القیاس یقتضی عدم جوازه لوجود شرط فیه نفع لاحد العاقدین لکن جوازه للحاجة بسبب کثرة الدیون علی اهل البخاری و هکذا بمصر و قد سموه بیع الامانة و الشافعیة یسمونه الرهن المعاد۔

(شرح المجله خالد الاتاسی بحواله اشباه)

مذکورہ مادہ سے واضح ہوتا ہے کہ ضرورت کا درجہ اگرچہ حاجت سے بڑھ کر ہے تاہم فقہاء نے شرعی ممنوعات کے جواز کے لئے حاجت کو ضرورت کا درجہ دیا ہے۔

علامہ رحمہ اللہ آگے لکھتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ مذہب کے قواعد کے برخلاف جن مسائل کو جائز قرار دیا گیا ہے ان میں سے بیشتر حاجت کی بنا پر ہیں جیسے "بیع وفا" کہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مذہب کے اصول اور قواعد کی رو سے یہ ناجائز ہے اس لئے کہ اس عقد میں ایسا شرط ہے جس میں ایک فریق کے لئے اضافی منفعت اور فائدہ ہے لیکن پھر بھی فقہاء نے بہ سبب حاجت اسے جائز قرار دیا وہ اس طرح کہ اہل بخاری اور ایسا ہی اہل مصر پر جب قرضوں کا بوجھ آیا تو وہاں کے علماء نے ان کے لئے زمین کا رہن (گروی) جائز قرار دیا اسے "بیع الامانہ" بھی کہاتا ہے۔

علامہ علی حیدرؒ مذکورہ مادہ ۳۲ کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں۔

ومن هذالقبيل تجويز بيع الوفاء لانه لما كثرت الديون على اهل بخارى مست الحاجة الى ذالک و صار مرعيا و يفهم منها بيع الوفاء كا ن ممنوعا و قد جوز بناء على الضرورة لان استفادة القرض زيادة عن بدل القرض ربا و ممنوع شرعا و بيع الوفاء من هذا القبيل غير جائز اصلا و لكن حسب ما هو مذكور فى هذه القاعدة قد اجتهدت الفقهاء بناء على احتياف اهالى بخارى ذالک الزمن تجويزه۔

(درر الحکام جلد ا' صفحه ۴۲)

"یعنی ان ہی مسائل میں سے "بیع وفا" ہے چنانچہ جب اہل بخاری

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

پر قرضوں کی کثرت ہوگئی تو اس کے جواز کی حاجت پیش آئی اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ "بیع وفا" درحقیقت ناجائز تھا مگر ضرورت کے پیش نظر جائز قرار دیا گیا ناجائز اس لئے تھا کہ قرض دینے والا جب قرض کے بدلے قرض سے زیادہ وصول کرے تو یہ سود اور ربا ہے جو شرعا ممنوع ہے اور بیع وفا (گروی) میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے اسلئے ناجائز ہے لیکن مذکورہ قاعدہ کے بنا پر وہاں کی علماء نے اجتہاد کرکے اہل بخاری کی احتیاج کے سبب اسے وقتی طور پر جائز قرار دیا"۔

اسی طرح صاحب الاشباہ والنظائر لکھتے ہیں۔

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت اور خاصة و من ذالک جواز السلم على خلاف القياس لكونه بيع المعدوم دفعا لحاجة المفاليس و منها جوازا الاستصناع للحاجة و دخول الحمام مع جهالة مكثه فيها و ما يستعمله من مائها و شرب السقاء و منها الافتاء بصحة بيع الوفاء حين كثر الدين على اهل بخارى و هكذا بمصر و قد سموه بيع الامانة و الشافعية يسمونه الرهن المعاد و هكذا سماه به فى الملتقط و قد ذكرناه فى شرح الكنز من باب خيار الشرط و فى القنية و البغية يجوز للمحتاج

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

الاستقراض بالربح (انتھی)

حموی شرح الاشباہ میں ہے۔

قوله : يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح و ذالک نحو ان يقترض عشرة دنانير مثلا و يجعلُ لربها شيئا معلوما فی کل يوم ربحا۔

(الاشباه و النظائر جلد ۱ صفحه ۲۹۳)

چونکہ اشباہ کی عبارت صرف اہل علم کے لئے درج کی گئی ہے اس لئے اردو ترجمہ اور وضاحت چھوڑ دی جاتی ہے۔

قصہ مختصر: مذکورہ نصوص اور ان پر مبنی اصول اور قواعد کے تحت فقہاء اور ائمہ مذہب نے عام احتیاج، عموم بلوی اور مشقت کے پیش نظر شرعی احکامات میں جو نرمی آسانی اور سہولت پیدا کی ہے شاید علم دین سے نابلد عام لوگ اسے ماننے کے لئے تیار بھی نہ ہوجائیں مثال کے طور پر صاحب الھدایہ تحریر فرماتے ہیں۔

و عن محمد رحمة الله انه لما دخل الری و رای البلوی افتی بان الکثير الفاحش لا يمنع ايضا۔

(هدایه باب الانجاس و تطهيرها)

امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب آپ بارش کے دوران شہر میں داخل ہوئے اور بازار کے کیچڑ اور غلاظتوں سے بچنے میں لوگوں

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کی تکلیف اور مشقت برداشت کرنے کو محسوس کیا تو آپ نے عام فتوی صادر فرمایا کہ اس نجاست اور غلاظت سے خواہ بہت زیادہ ہی مقدار کسی کے کپڑے وغیرہ کو پہنچے تو بھی اس کو دھوئے بغیر اسی کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے اور وہ نجاست احتیاج عام (عموم بلوی) کے سبب پاک ہے۔
ہدایہ کے علاوہ فتح القدیر میں یہی کچھ ذکر ہوا ہے۔
نیز علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ بحر الرائق میں رقمطراز ہے۔

وزاد "فی الاختیار" فی تفسیر الغلیظة عنده و لا حرج فی اجتنابه و فی تفسیرها عندهما و لا بلوی فی اصابته فظهر به ان عنده کما یکون التخفیف بالتعارض یکون بعموم البلوی بالنسبة الی جنس المکلفین و ان ورد نص واحد فی نجاسته من غیر معارض و کذا عندهما کما یکون التخفیف بالاختلاف یکون ایضا بعموم البلوی فی اصابته و ان وقع الاتفاق علی النجاسة فیقع الاتفاق علی صدق القضیة المشهورة المنقولة فی الکافی و هی "ان ما عمت بلیته خفت قضیته"۔

(بحر الرائق جلد ۱، صفحه ۲۲۹)

بحر الرائق میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نجاست غلیظہ کی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جو تفسیر منقول ہے اس میں ایک بات یہ بھی ہے کہ اس نجاست سے اپنے آپکو بچانے میں لوگوں کے لئے دشواری بھی نہ ہو یہ زیادتی صاحب البحر نے "الاختیار" سے نقل کی ہے۔

نیز "الاختیار" میں ہے کہ: امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ سے نجاست غلیظہ کی جو تفسیر منقول ہے اس میں ایک قید یہ بھی ہے کہ۔اس نجاست میں ابتلاء عام نہ ہو۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کسی نجاست میں تخفیف دو علتوں اور وجوہ کے سبب پیدا ہوتی ہے ایک علت یہ کہ اس نجاست کے بارے میں دو متضاد نص وارد ہوں ایک سے اس کی نجاست ثابت ہو اور دوسرے سے اس کی طہارت تو ایسی صورت میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ نجاست مغلظہ (سخت پلیدی) نہ ہوگی بلکہ نجاست خفیفہ (ہلکی پلیدی) ہوگی۔

دوسری علت یہ کہ اس پلیدی سے بچنے میں لوگوں کو دشواری کا سامنا نہ ہو اگر اس سے بچنے میں دشواری اور تکلیف ہوتو بھی یہ پلیدی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نجاست خفیفہ (ہلکی پلیدی) ہوگی اگر چہ اس نجاست کے بارے میں صرف ایک نص (آیت یا حدیث) وارد ہو جس سے اس کی نجاست ثابت ہوتی ہو اور اگر چہ اس کی طہارت میں کوئی ایک نص بھی نہ ہو خواہ وہ دشواری ہر ایک کے لئے ہو یا تمام

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مکلفین کے لئے ہو۔

اور ایسا ہی ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ کے نزدیک کسی نجاست میں تخفیف دو سب سے آتا ہے ایک یہ کہ اس کی نجاست میں دو مجتہدوں کا اختلاف ہو ایک مجتہد اسے نجس کہتا ہو اور دوسرا اسے پاک قرار دیتا ہو اگر سب مجتہدین اسے نجس قرار دیتے ہوں تو یہ نجاست غلیظہ ہوگی۔

دوسرا سبب یہ کہ اس میں عموم بلوی یعنی عمومی تکلیف اور مشقت ہو ایسی صورت میں بھی وہ نجاست خفیفہ (ہلکی پلیدی) ہی ہوگی اگر چہ تمام مجتہدین اس کی نجاست پر متفق ہوں پس اس طرح تینوں اماموں کا اس مشہور قاعدہ کی سچائی پر اتفاق ہوا جسے "الکافی" نے نقل کیا ہے وہ یہ کہ "جس مسئلے پر عمل درآمد میں لوگوں کے لئے تکلیف کا سامنا ہو اس میں آسانی اور سہولت آجاتی ہے۔

نیز صاحب ہدایہ تحریر فرماتے ہیں۔

و اذا اصاب الخف نجاسة لها جرم کالروث والعذرة و الدم و المنی فجفت فدلکه بالارض جاز و فی الرطب لا یجوز حتی یغسله و عن ابی یوسف رحمه الله انه اذا مسحه بالارض حتی لم یبق اثر النجاسة یطهر لعموم البلوی و اطلاق ما یروی و

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

علیه مشائخنا رحمهم اللّٰہ۔

(هدایه باب الانجاس و تطهیرها)

"قال شمس الائمة السرخسی رحمه اللّٰه و هو الصحیح و علیه الفتوی للضرورة"

(عنایه علی هامش الفتح جلد ۱' صفحه ۱۳۶)

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ جب کسی کے موزہ کو ایسی نجاست لگ جائے جو ذی جسم ہو جیسے گوبر' انسان کا پاخانہ' خون اور منی پھر وہ خشک ہو جائے پھر موزے وغیرہ کو (جو چمڑے وغیرہ سے بنے ہوتے ہیں) زمین پر رگڑے تو وہ پاک ہوجاتا ہے البتہ گیلی نجاست سے بغیر دھوے پاک نہیں ہوتا۔

اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر گیلی پلیدی موزے کو لگے اور زمین پر یہاں تک رگڑے کہ پلیدی کا اثر (رنگ و بو) باقی نہ رہے تو بھی بغیر دھوئے پاک ہوجاتا ہے بسبب عموم بلوی کے اس لئے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے اپنے موزوں پر پلیدی دیکھی تو اسے زمین پر رگڑ دے اور اس پر عمل پیرا ہیں ہمارے مشائخ رحمہم اللہ۔

عنایہ شرح ہدایہ میں ہے:۔

شمس الائمہ علامہ سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

امام ابو یوسف رحمہ اللہ ہی کا قول صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے اس لئے کہ گلی کوچے غلاظتوں سے بھرے رہتے ہیں اور موزوں وغیرہ کو ہر نماز کے لئے دھونے میں مشقت اور تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں۔

قوله: "وما قيل ان البلوى لا تعتبر في موضع النص عنده كبول الانسان فممنوع بل تعتبر بالنص النافي للحرج و هو ليس معارضة للنص بالراى كذا في الفتح"۔

(بحر جلد ا، صفحہ ۲۳۱)

(و هكذا في فتح القدير جلد ا، صفحہ ۱۳۲)

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ عموم البلوی کا اعتبار ان مسائل میں نہیں جن کے بارے میں نص وارد ہو بنا بر قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جیسے انسان کا پیشاب تو یہ بات تسلیم نہیں کی جاسکتی بلکہ نص کے مقابلہ میں بھی عموم بلوی معتبر ہوگا جس کا اساس ان نصوص پر ہو جن میں لوگوں سے مشقت اور تکلیف ہٹانے اور آسانی و سہولت پیدا کرنے کا حکم وارد ہے اس لئے یہ نص کا مقابلہ رای اور قیاس کے زمرے میں نہیں آتا اور ایسا ہی فتح القدیر میں ہے۔

(فتح القدیر میں یہ مسئلہ جلد ا، صفحہ ۱۴۲ پر تحریر ہے)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مندرجہ بالا قواعد سے پردے کے مسائل کی وضاحت

قرآن کریم نے مسئلہ حجاب کے بارے میں جو اصل حکم دیا ہے وہ یہ کہ عورت گھر کے اندر ہی بیٹھی رہے تاکہ اس کی شخصیت اور جسم کے خد و خال یہاں تک کہ اس کے کپڑے اور برقع تک کسی اجنبی کو نظر نہ آئے۔

قولہ تعالیٰ: وقرن فی بیوتکن الآیہ☆

(پارہ ۲۲' احزاب' آیت ۳۰۳)

"اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو"۔

قولہ تعالیٰ: ولا یبدین زینتھن الآیہ☆

(پارہ ۱۸' النور' آیت ۳۱)

"اور اپنی زینت کا مظاہرہ نہ کریں"۔

چونکہ لباس بھی زینت ہے لہٰذا بلا ضرورت عورت کا لباس اور برقع تک کوئی اجنبی مرد نہ دیکھے۔

قولہ تعالیٰ: خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیہ☆

(پارہ ۸' اعراف' آیت ۳۱)

"تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو"۔

یہاں لباس کے لے لفظ زینت استعمال کیا گیاہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اجنبی مرد کا کسی کے گھر میں داخل ہوتے وقت قرآنی ہدایت

عورت تو گھر کی چار دیواری کے حجاب کے اندر بیٹھی ہوئی ہے مگر کسی اجنبی مرد کو اسی گھر میں داخل ہونے کی ضرورت پیش آئی اس بارے میں اللہ تعالی ہدایت فرماتا ہے۔

قولہ تعالی: یا ایھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا و تسلموا علی اھلھا الآیہ ☆

(پارہ ۱۸، النور، آیت ۲۷)

"اے ایمان والو اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں نہ جایا کرو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھروالوں کو سلام نہ کہہ لو"۔

تشریح: چونکہ گھر کے اندر عورتیں عموما حجاب کا پاس نہیں رکھتیں کیونکہ چار دیواری کے اندر محجوب ہوتی ہیں اس لئے اجنبی مرد بلا اجازت یعنی بغیر اطلاع کے گھر میں داخل ہوجائے تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ اس کی نگاہ بے حجاب عورتوں پر پڑے گی اس لئے اجازت لینے کا حکم ہوا نیز اگر اجنبی مردوں کے داخلہ پر اطلاع دینے کی پابندی نہ لگا دی جاتی تو عورتوں کو گھروں کے اندر بیٹھنے کا حکم بے سود ہوتا لہٰذا

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جس وقت اور جب کبھی کوئی اجنبی مرد کسی غیر کے گھر میں داخل ہونا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ "عرف اور عادت" کے مطابق اجازت لے یا کم از کم اپنے داخلہ سے آگاہ کرلے تاکہ مستورات ضروری حجاب اختیار کرسکیں۔

اجنبی مرد کا کسی گھر میں بار بار داخل ہونے کی ضرورت ہو تو کیا حکم ہے؟

جب کوئی ایسا اجنبی ہو جس کا داخلہ بار بار ہو اور ہر مرتبہ اجازت لینے میں مشقت ہو تو ایسی صورت کے بارے میں قرآن الگ اور جداگانہ ہدایت دیتا ہے۔

قولہ تعالی : یا ایها الذین آمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلٰث مرات من قبل صلوة الفجر و حین تضعون ثیابکم من الظهیرة و من بعد صلوة العشاء ثلٰث عورات لکم لیس علیکم و لا علیهم جناح بعدهن طوافون علیکم بعضکم علی بعض الآیه ☆

(پارہ ۱۸، النور، آیت ۵۸)

"اے ایمان والو تمہارے غلام اور تمہارے وہ (آزاد) لڑکے جو

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ابھی بالغ نہیں ہوئے تم سے ان تین وقتوں میں اجازت لے کر آیا کریں (تمہارے گھروں میں داخل ہوا کریں) صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جبکہ تم اپنے کپڑے (گرمی کی شدت سے) اتار دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں ان کے بعد تم پر اور ان پر کوئی گناہ نہیں تم آپس میں ایک دوسرے کے پاس آنے جانے والے ہو"۔

عظیم اور مستند مفسر علامہ آلوسی رحمہ اللہ اپنی مشہور تفسیر روح المعانی جلد ۱۰، جزء ۱۸، صفحہ ۲۱۰ پر آیت بالا کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

و الجمهور على عموم (الذين ملكت ايمانكم) فى الآماء والكبار والصغار الخ

"جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ "ملکت ایمانکم" سے مراد غلام اور لونڈیاں دونوں قسم ہیں خواہ بالغ ہوں یا نابالغ۔

علامہ موصوف (طوافون علیکم) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

خبر مبتداء محذوف اى هم طوافون و الجملة استئناف ببيان العذر المرخص فى ترك الاستئذان و هو المخالطة الضرورية و كثرة المداخلة وفيه دليل على تعليل الاحكام الشرعية الخ۔

"طوافون مبتدا محذوف کی خبر ہے یعنی یہ لوگ (آقا اور ان کے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مملوک) ایک دوسرے کے گھروں میں بار بار آتے جاتے رہتے ہیں اور "طوافون" کا لفظ ایک مستقل جملہ ہے جو یہ بتا رہا ہے کہ مذکورہ تین وقتوں کے سوا بالغ اجنبی غلاموں اور لونڈیوں کو گھروں میں بغیر اذن کے داخل ہونے کی اجازت دے کر سابقہ آیت استیذان سے مستثنیٰ کرنے کی علت اور وجہ ایک دوسرے کے ساتھ گھروں میں خلط ملط اور بکثرت آنا جانا ہے اور اس ضرورت کے پیش نظر ہر بار اجازت لینے میں دشواری اور تکلیف ہے نیز طوافون کا لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ احکام شرعیہ علت کے تابع ہیں"۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس سے پہلے آیات استیذان (اجازت لینے کی آیات) میں مظنہ تعارض دفع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

و ذهب بعضهم الی ان قوله تعالی: (یا ایها الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا و تسلموا علی اهلها)منسوخ بهذه الایة حیث دلت علی جواز الدخول بدون استئذان بعد الاوقات الثلاث و دلت ذالک علی خلفه و من لم یذهب الیه قال انها فی الصبیان و ممالیک المدخول علیه و ایة الستیئذان فی الاحرار البالغین و ممالیک الغیر فی حکمهم فلا منافات لیلزم النسخ الخ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

(روح المعانی حوالہ مذکور صفحہ ۲۱۳)

خاتمۃ المحققین، عمدۃ المدققین، مفتی بغداد علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ آیت مذکورہ (ملکت ایمانکم) کی تفسیر کے بارے میں دوسرے مفسرین کے اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

و عن ابن عمرؓ و مجاھد رحمه اللّٰه انه خاص بالذکور کما ھو ظاھر الصیغة و روی ذالک عن ابی جعفر و ابی عبد اللّٰه رضی اللّٰه تعالیٰ عنھما وقال سلمی انه خاص بالاناث و ھو قول غریب لا یعول علیه و عن ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنھما تخصیصه بالصغار و ھو خلاف الظاھر جدا الخ

(روح المعانی جلد ۱۰، جزء ۱۸، صفحہ ۲۱۰)

"ابن عمر اور مجاھد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "ملکت ایمانھم" یعنی مملوک سے صرف مرد یعنی غلام مراد ہے جیسا کہ ظاہر لفظ (الذین) سے معلوم ہوتا ہے یہی روایت حضرت ابو جعفر اور حضرت ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بھی ہے اور حضرت سلمی رحمہ اللہ کہتا ہے کہ (ما ملکت ایمانھم) خاص ہے عورتوں کے ساتھ یعنی اس سے مراد کنیز اور لونڈیاں ہیں یہ قول غریب اور ضعیف ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

(ما ملکت ایمانهم) سے نابالغ غلام مراد ہیں مگر یہ بات ظاہر ہے کہ بہت ہی خلاف ظاہر ہے"۔

علامہ شیخ احمد رحمہ اللہ تعالی عرف ملا جیون اپنی مشہور تفسیر میں (لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

و المعنی یا ایها الذین آمنوا لیطلب الاذن منکم فی الدخول فی بیوتکم مملوککم من العبید والاماء و اطفالکم الخ۔

(تفسیرات احمدی صفحہ ۵۷۴)

"آیت کا معنی یہ ہے کہ اے ایمان والو چاہئے کہ تمہارے مملوک غلام اور لونڈیاں نیز تمہارے آزاد نابالغ بچے تمہارے گھروں میں داخل ہونے کے لئے (مذکورہ تین اوقات میں) تم سے اجازت طلب کیا کریں"۔

علامہ موصوف مملوک اور عبید میں فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

و ینبغی ان یعلم ان المفسرین و ان لم ینصوا بما هو المراد من ما ملکت ایمانکم و لکن الا نسب ان یکون المراد ممالیک انفسهم حقیقة و ان کان یحتمل ان یکون المراد ممالیک جمیع المسلمین

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مجازا عملا بروایتی نزولها و ذالک لان ممالیک الاجانب ینبغی ان یحتاجوا بالاستیذان فی جمیع الاوقات فیکون داخلا فی الآیة السابقة الخ

(تفسیرات احمدی صفحہ ۵۷۵)

جاننا چاہئے کہ اگر چہ مفسرین نے یہ وضاحت نہیں کی ہے کہ مملوک غلام اور لونڈی سے اپنے مملوک مراد ہیں یا ہر کسی مسلمان کے مملوک یعنی مطلق مملوک مگر زیادہ مناسب یہ ہے کہ اپنے مملوک مراد ہوں اگر چہ اس کا بھی احتمال ہے کہ مطلق مملوک مراد ہوں اس لئے کہ اس آیت کے شان نزول میں دونوں قسم (اپنے مملوک اور مطلق مملوک) غلاموں کا ذکر بھی روایات میں آیا ہے تا ہم اپنا مملوک مراد لینا اس لئے زیادہ مناسب ہے کہ اجنبی اور غیر لوگوں کے غلاموں پر تو ہے لازم کہ جب بھی کسی دوسرے کے گھر میں داخل ہونا چاہیں تو اجازت لے کر اندر جائیں اس طرح غیر لوگوں کے غلام تو آیت سابق کے حکم میں داخل ہیں"۔

علامہ جصاص رحمہ اللہ (ملکت ایمانکم) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

فالظاهر ان المراد الذكور و الاناث من المماليك و ليس العبيد لان العبيد مامورون فی كل وقت الخ۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

(احکام القرآن للجصاص جلد ۳، صفحه ۳۳۰)

"یعنی ظاہر بات یہی ہے کہ "ملکت ایمانکم" سے مراد اپنے مملوک غلام اور لونڈیاں ہیں مطلق مملوک جس میں ہر مسلمان کے مملوک داخل ہیں مراد نہیں اس لئے کہ غیر کے غلاموں کو تو ہر وقت اجازت لینے کا حکم ہے"۔

علامہ حافظ ابن کثیرؒ مذکورہ آیات (یا ایها الذین آمنو لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم الآیه) کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

هذه الآیات الکریمة اشتملت علی استئذان الاقارب بعضهم علی بعض وما تقدم فی اول السورة فهو استیذان الاجانب بعضهم علی بعض فامر الله تعالی المومنین ان یستاذنهم خدمهم مما ملکت ایمانهم و اطفالهم الذین لم یبلغوا الحلم منهم فی ثلاثة احوال من قبل صلوة الغداة لان الناس اذ ذالک یکونون نیاما فی فرشهم (و حین تضعون ثیابکم من الظهیرة) ای فی وقت القیلولة لان الانسان قد یضع ثیابه فی تلک الحال مع اهله (و من بعد صلوة العشاء) لانه وقت النوم فیومر الخدم و الاطفال ان لا

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

یهجموا علی اهل البیت فی هذه الاحوال لما یخشی من ان یکون علی اهله او نحو ذالک من الاعمال و لهذا قال (ثلاث عورات لکم لیس علیکم و لا علیهم جناح بعدهن) ای اذا دخلوا فی حال غیر هذه الاحوال فلا جناح علیکم فی تمکینکم ایاهم و لا علیهم ان راوا شیئا فی غیر تلک الاحوال لانه قد اذن لهم فی الهجوم الخ

(ابن کثیر جلد ۳، صفحه ۲۹۹)

"یہ آیات خویش و اقارب کے ایک دوسرے کے گھروں میں آنے جانے کی اجازت کے احکامات پر مشتمل ہیں جبکہ اس سورہ کی ابتدائی آیات اجنبی لوگوں کا ایک دوسرے کے گھروں میں آنے جانے کی اجازت کے احکامات پر مشتمل تھیں پس اللہ تعالی نے مومنون کو حکم دیا کہ ان کے مملوک غلام، لونڈیاں اور ان (مومنین) کے آزاد نابالغ بچے ان کے گھروں میں داخل ہونے کے لئے تین اوقات میں ضرور ان سے اجازت طلب کیا کریں۔

اول : نماز فجر سے پہلے اس لئے کہ لوگ اس وقت اپنے بستروں میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔

دوم : دوپہر کے وقت کیونکہ اس وقت کبھی کبھار انسان کپڑے اتار کر

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اپنی اہلیہ کے ساتھ ہوتا ہے۔
سوم: نماز عشاء کے بعد اس لئے کہ یہ وقت نیند کا ہوتا ہے پس غلاموں لونڈیوں اور بچوں کو ہدایت کی گئی کہ ان احوال میں بغیر اجازت کے گھروں میں نہ جایا کریں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص ہم بستری میں مصروف ہو اس لئے قرآن کہتا ہے کہ یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں اور ان اوقات کے سوا دوسرے اوقاتوں میں گھروں میں تمہارے مملوک غلاموں' لونڈیوں اور نابالغ بچوں کا بغیر اجازت داخل ہونے اور آنے جانے میں نہ تمہارے لئے کوئی قباحت ہے اور نہ ان کے لئے کوئی بری بات ہے اگر چہ وہ کسی نامناسب حالت میں کسی کو کیوں نہ دیکھیں اس لئے کہ شریعت نے انہیں داخلہ کی اجازت دی ہے"۔

ایک ضروری وضاحت: واضح رہے کہ حافظ ابن کثیر نے جو فرمایا ہے کہ (هذه الآیات اشتملت علی استیذان الاقارب بعضهم علی بعض) یہ آیات خویش و اقارب کا ایک دوسرے کے گھر آنے جانے کے احکامات اور اجازت لینے یا نہ لینے کے مسائل پر مشتمل ہیں تو یہاں اقارب سے ذی رحم مراد نہیں یعنی وہ رشتہ دار مراد نہیں جن کا ایک دوسرے کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں جیسے باپ' بیٹا اور بھائی وغیرہ اس لئے کہ جن لوگوں کا یہاں آیات کریمہ میں ذکر ہورہا

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے یہ بنص قرآنی وہ لوگ ہیں جو مملوک ہیں غلام، لونڈیاں ہیں (بجز بچوں کے کہ وہ احرار ہیں) اور از روئے شریعت یہ ناممکن ہے کہ کوئی فرد آپکا مملوک بھی ہو اور ذی رحم بھی اس لئے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

من ملک ذا رحم محرم منه عتق علیه الحدیث

"جو کوئی اپنے ذی رحم کا جوں ہی مالک ہوا وہ فورا خود بخود آزاد ہوجاتا ہے"۔

لهذا مذکورہ قرابت سے یا تو مالک اور مملوک اور یا خادم اور مخدوم کی قرابت اور رشتہ ہی مراد ہوگا۔

صاحب تفسیر مدارک لکھتے ہیں۔

(لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم) امر بان یستاذن العبید و الاماء۔

(علی هامش الخازن جلد ۳، صفحه ۳۳۸)

اس میں یہ حکم ہے کہ غلام اور لونڈیاں مذکورہ تین اوقات میں اجازت لے کر داخل ہوں۔

اور علامہ صاحب تفسیر خازن نے (ملکت ایمانکم) کی تفسیر غلام اور لونڈی سے کی ہے ملاحظہ ہو (تفسیر خازن جلد ۳، صفحہ ۳۳۸)

شیخ الاسلام رئیس المفسرین حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

رحمہ اللہ مذکورہ آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یعنی اوقات مذکورہ بالا کو چھوڑ کر باقی جن اوقات میں عادتاً ایک دوسرے کے پاس بے روک ٹوک آتے جاتے ہیں ان میں نابالغ لڑکوں یا لونڈی غلام کو ہر مرتبہ اجازت لینے کی ضرورت نہیں کیونکہ ایسا پابند کرنے میں بہت تنگی اور کاروبار کا تعطل ہے جو حق تعالی کی حکمت کے خلاف ہے۔

(موضح القرآن علی ہامش ترجمہ شیخ الهند رحمہ اللہ فائدہ ٦ صفحہ ٣٣٨)

علامہ محمد علی الصابونی مذکورہ آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

الحکم الثانی : ما المراد بقوله (ملكت ايمانكم) فی الآیۃ الکریمۃ؟

المراد به (العبيد والاماء) وظاهر قوله تعالى (الذين ملكت ايمانكم) ان الحكم خاص بالذكور سواء اكانوا كبارا ام صغارا و بهذ الظاهر قال ابن عمرؓ و مجاهد رحمه الله۔

والجمهور على انه عام فى (الذكور والاناث) من الاماء الكبار منهم و الصغار و هو الصحيح الذى اختاره الطبرى و جمهور المفسرين۔

قال ابن جرير الطبرى و اولى القولين فى ذالك

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

عندی بالصواب قول من قال عنی به "الذکور والاناث" لان الله عم بقوله (الذین ملکت ایمانکم) جمیع املاک ایماننا و لم یخصص منهم ذکرا و لا انثی فذالک علی جمیع من عمه ظاهر التنزیل الخ

(تفسیر آیات الاحکام جلد ۲، صفحه ۲۱۰ للصابونی)

حکم ثانی: آیت قرآنی (ملکت ایمانکم) سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد (غلام اور لونڈیاں) ہیں اگر چہ بظاہر اللہ تعالی کا فرمان (الذین ملکت ایمانکم) بتاتا ہے کہ یہ حکم مذکر غلاموں کے ساتھ خاص ہے خواہ وہ بالغ مرد ہوں یا نابالغ بچے اور ابن عمر اور مجاہد کا قول اور تفسیر بھی یہی ہے۔

مگر جمہور مفسرین کا موقف یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ عام ہے (غلام اور لونڈی) دونوں مراد ہیں خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ اور یہی وہی صحیح تفسیر ہے جسے ابن جریر طبری اور جمہور مفسرین نے اختیار کیا ہے۔

ابن جریر طبری فرماتے ہیں میرے نزدیک دونوں تفسیروں میں اولی اور حق بجانب ان مفسرین کا قول ہے جو کہتے ہیں کہ (ملکت ایمانکم) سے مراد (مرد غلام اور لونڈیاں) ہیں اس لئے کہ اللہ تعالی نے (الذین ملکت ایمانکم) کا عام حکم نازل فرماکر ہمارے جملہ مذکر اور مونث مملوک کو شامل کیا مذکر اور مونث کی تخصیص نہیں کی لہذا یہ حکم اسی عموم پر ہونا چاہئے جس پر قرآن کے ظاہری الفاظ شاہد ہیں۔

(تفسیر آیات الاحکام تالیف محمد علی الصابونی استاد و مدرس کلیة الشرعیة مکة

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

المکرمة)

حاصل بحث: آیت مذکورہ خویش و اقارب کی اجازت لینے کیلئے مختص ہونے میں مفسرین کے اقوال نقل کرنے میں بظاہر میں نے غیر ضروری طوالت سے کام لیا مگر اس کی دو وجوہات ہیں۔

۱۔ ہمارے ماضی قریب کے بعض مشہور و معروف مفسرین نے مذکورہ آیات کریمہ کی تفسیر میں جمہور مفسرین کے مذکورہ "راجح" تفسیر کو چھوڑ کر (ملکت ایمانکم) کی تفسیر کے عموم میں تخصیص کر کے اس سے صرف مونث لونڈیاں مراد لی ہیں یا غلاموں میں صرف نابالغ غلام مراد لئے ہیں رہی یہ بات کہ انہوں نے جمہور کے قول کا کیوں خلاف کیا بظاہر اس کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

۲۔ چونکہ مشترکہ خاندانی نظام میں غیر ذی رحم خویش و اقارب کے درمیان مسئلہ حجاب کا مذکورہ آیت استیذان ممالیک کے ساتھ گہرا تعلق ہے اس لئے اصل سوال کے جواب کے لئے گویا کہ یہ ایک مقدمہ اور تمہید ہے۔

غلام یا لونڈیاں کون ہوتی ہیں؟

جاننا چاہئے کہ اسلام درحقیقت انسان پر انسان کی آقائی اور غلامی کے خلاف ہے اس لئے صرف ایک ہی صورت میں غلامی کی اجازت دے دی گئی ہے وہ یہ کہ کوئی کافر قوم اور قوت مسلمانوں کے ساتھ نبرد

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

آزمائی پر اتر آئے اور تلوار کی زبان کے سوا اور کوئی زبان نہ سمجھے تو جہاد کے دوران جتنے جنگی قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آجائیں مسلم حکومت کو اختیار ہے چاہے ان کے ذریعے مسلمان قیدیوں کا تبادلہ کرے چاہے ان پر احسان کرکے یوں ہی رہا کردے یا ان سے فدیہ اور مالی معاوضہ لے کر آزاد کرے اور اگر چاہے تو انہیں غلام اور کنیز بنا کر مجاہدین میں تقسیم کرے اس میں یہ حکمت ہے کہ یہ قیدی مسلمانوں میں رہ کر مسلمانوں کی روا داری' حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق قریب سے دیکھ کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کافروں کا پروپیگنڈہ اور ان کی بہتان تراشی ان پر واضح ہوجائے اور دین اسلام کی حقانیت ان پر کھل کر برضا و رغبت مسلمان ہوجائیں اور تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے۔

اس تفصیل سے اتنی بات ظاہر ہوگئی کہ مملوک غلاموں کا مسلمانوں کے ساتھ نہ تو خون کا رشتہ ہوتا ہے نہ قومیت کا اور نہ ہی محبت' احسان اور ہمدردی کا تعلق ہوسکتا ہے اس لئے کہ ان غلاموں کے عزیز و اقارب ان مسلمان آقاوں کی ہاتھوں شکست کھا گئے ہیں قتل ہوئے ہیں ان کا جان و مال تباہ ہوا اور نام و ناموس غارت ہوچکا وہ خود ذلیل ہوکر قید ہیں اس کے باوجود قرآن انہیں مسلمان آقاوں کے گھروں میں عموماً ہر وقت بلا روک ٹوک آنے جانے کی اجازت دیتا ہے جس کے نتیجہ میں یقیناً پردہ نشین عورتوں کے حجاب میں خلل واقع ہوتا ہے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کیونکہ گھروں کے اندر عورتیں وہی حجاب ملحوظ رکھتی ہیں جس کا اپنے محرم رشتہ داروں مثلا باپ، بیٹوں، بھائیوں وغیرہ کے سامنے خیال رکھا جاتا ہے۔ تو غلاموں سے حجاب کے احکامات میں یہ نرمی کیوں اور کس علت کی وجہ سے ہے؟

غلاموں اور لونڈیوں کے متعلق پردے میں تخفیف کی علت

جاننا چاہئے کہ یہاں دو مسئلے ہیں پہلا مسئلہ مطلق غلام کے متعلق ہے خواہ وہ اپنا مملوک ہو یا کسی غیر کا۔

اور دوسرا مسئلہ خاص اپنے مملوک کے بارے میں ہے جہاں تک غیر کے غلاموں کا حکم ہے تو یہ مسلمانوں عورتوں کے حق میں اجنبی مردوں کے حکم میں ہیں ان سے شرعی پردہ لازم ہے ہاں یہ اور بات ہے کہ یہ غلام کسی مسلمان عورت کا محرم ہو۔

اور جہاں تک اپنے مملوک غلام کا تعلق ہے تو اس میں صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک کسی عورت کا مملوک غلام اس کے لئے شرعی پردے کے لحاظ سے محرم کے حکم میں ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک غلام اپنے مالکن کے لئے محرم تو

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

نہیں تاہم اس سے سر کے بال چھپانا ضروری نہیں۔

امام ابو حنیفہ، امام احمد حنبل اور امام شافعی رحمہم اللہ کے ایک قول کے مطابق عورت کا اپنا غلام بھی اجنبی مرد کے حکم میں ہے جس سے شرعی پردہ لازم ہے۔

یہ تو نفس حجاب کا مسئلہ ہے مگر یہ حکم تب ہے کہ عورت کے لئے مکمل شرعی حجاب کی پابندی کرنے میں مشقت اور دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے اگر اس سے تکلیف اور دشواری پیش آرہی ہو تو اسی دشواری کی مناسبت سے حجاب میں بھی تخفیف پیدا ہوگی اور جزوی حجاب کی پابندی کرنے کی شرعی رخصت آجائیگی۔

اس عارضی علت تخفیف کے وجود کے بعد اب اصل مذہب اور شریعت کے اصل حکم پر عمل کرنے یا فتوی دینے کی بجائے اس دوسرے اصل اور قاعدہ پر فتوی دیا جائے گا جس کا ذکر اسی رسالہ کی تمہید میں نمبروار مادوں کی صورت میں تفصیلا ہوچکا ہے۔

آیت استیذان کی تشریح

قوله تعالى: ليستاذنكم الذين ملكت ايمانكم و الذين لم يبلغوا الحلم منكم ثلث مرات الآيه ☆

"چاہئے کہ تمہارے مملوک (غلام اور لونڈیاں بالغ ہوں یا

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تمہارے گھروں کے اندر جانے کے لئے تین اوقات (نماز فجر سے پہلے دوپہر کے وقت اور نماز عشاء کے بعد) میں ضرور تم سے اجازت لیا کریں۔

قوله تعالی: ثلٰث عورات لكم الآيه☆

یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں۔

قوله تعالی: ليس عليكم و لا عليهم جناح بعدهن طوافون عليكم بعضكم على بعض الآيه☆

"ان (اوقات) کے بعد (دوسری اوقات میں بغیر اطلاع دئے انہیں تمہارے گھروں میں آنے جانے کی اجازت ہے اس لئے) نہ تم پر اور نہ ان پر کوئی الزام ہے (اس اجازت کی علت یہ ہے کہ) تم آپس میں ایک دوسرے کے پاس بار بار آتے جاتے ہو۔

اس رخصت اور اس کی علت کے متعلق جمہور مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے اس کی بھی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

امام المفسرین مفتی بغداد علامہ آلوسی رحمہ اللہ (طوافون) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

والجملة استئناف ببيان العذر المرخص فی ترک الاستئذان و هو المخالطة الضرورية و كثرة المداخلة و فيه دليل على تعليل الاحكام الشرعية

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

الخ-

(روح المعانی جلد ۱۰، جزء ۱۸، صفحہ ۲۱۵)

"طوافون ایک مستقل جملہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ غلاموں وغیرہ کو بغیر اطلاع دئے گھروں میں داخل ہونے کی اجازت اس لئے دی گئی کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ اختلاط اور میل ملاپ کے محتاج ہو اور ایک دوسرے کے گھروں میں خدمت لینے اور خدمت کرنے کی غرض سے بکثرت آتے جاتے ہو اور اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت کے احکامات علت کے مطابق ہوا کرتے ہیں"۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتا ہے۔

ومعنی طوافون علیکم ای یطوفون علیکم ومنه الحدیث فی الهرة (انما هی من الطوافین علیکم او الطوافات) ای و هم خدمکم فلا باس بان یدخلوا علیکم فی غیر هذه الاوقات بغیر اذن الخ

(تفسیر فتح القدیر جلد ۴، صفحہ ۵۰)

طوافون علیکم کا معنی ہے کہ یہ غلام تمہاری گھروں میں ہر وقت آتے جاتے ہیں اور اسی بنا پر حضور علیہ السلام نے بلی کے بارے میں فرمایا ہے کہ (بلی ان حیوانات میں سے ہے جو تمہارے گھروں میں بار بار آتی جاتی ہے) یعنی تمہارے غلام وغیرہ تمہارے خدمتگار ہیں اس

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

لئے ان کے لئے تمہارے گھروں میں اطلاع دئے بغیر داخل ہونا جائز ہے بجز مذکورہ تین اوقات کے"۔

بلی کا گوشت نجس ہے: چونکہ آیت مذکورہ (طوافون) کی تفسیر میں مفسرین بلی کے بارے میں وارد شدہ حدیث کا حوالہ دیتے ہیں اس لئے مناسب ہوگا کہ بلی کے متعلق اصل مسئلہ کی وضاحت کی جائے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بلی کا گوشت نجس ہے اور حنفی مذہب کے اصول کی رو سے جس حیوان کا گوشت نجس ہو اس کی جملہ رطوبات بھی نجس ہوتی ہیں حتی کہ اس کا لعاب دہن اور اس کا جوٹا بھی پلید ہوتا ہے لہٰذا اس لحاظ سے بلی جس پانی وغیرہ میں سے پی لے تو بقیہ پانی پلید ہوجانا چاہئے مگر چونکہ بلیاں ہر وقت گھروں میں گھومتیں پھرتیں ہیں اور ان سے کھانے پینے کی برتنوں کی حفاظت کرنے میں دشواری اور تکلیف ہوتی ہے اس لئے شریعت نے اس کے منہ کی رطوبت کی نجاست کو کالعدم قرار دے دیا لہٰذا جس پانی وغیرہ میں بلی منہ ڈالے وہ پلید نہیں پاک ہے البتہ مکروہ تنزیہی ہے عظیم فقیہ اور محدث ابن الہمام الحنفی رحمہ اللہ اپنی شاہکار تالیف فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔

لان النزاع ليس في النجاسة للاتفاق على سقوطها بعلة الطواف المنصوصة في قوله انها من الطوافين عليكم و الطوافات يعني انها تدخل

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

المضائق ولازمة شدة المخالطة بحيث يتعذر معه صون الاوانی منها بل النفس والضرورة اللازمة من ذالک اسقطت النجاسة کما انه سبحانه و تعالی اوجب الاستئذان و اسقطه عن المملوکین و الذین لم یبلغوا الحلم ای عن اهلهم فی تمکینهم من الدخول فی غیر الاوقات الثلاثة بغیر اذن للطواف المفاد بقوله تعالی عقیبه (طوافون علیکم بعضکم علی بعض)

(فتح القدیر جلد۱، صفحہ ۷۷)

"بلی کے جوٹے میں ائمہ کا جو اختلاف ہے وہ نجاست اور پلید ہونے میں نہیں اس لئے کہ اس پر اتفاق ہے کہ اس کی نجاست ساقط ہے اس علت کی وجہ سے کہ بلی گھروں میں بار بار آتی جاتی ہے جس کے متعلق حدیث شریف میں تصریح ہے کہ بلی ان حیوانات میں سے ہے جو گھروں میں بار بار آتے جاتے ہیں یعنی بلی تنگ راستوں میں داخل ہوتی ہے اور لوگوں سے اتنی اختلاط رکھتی ہے کہ ان سے برتن بچانا تو کیا اپنے آپ کو بچانا دشوار ہوتا ہے اور اسی ضرورت اور دشواری نے اس کی نجاست ساقط کردی جیسے اللہ تعالی نے واجب کیا کہ اگر کوئی مملوک مرد غلام کسی کے گھرمین اوقات ثلاثہ کے علاوہ بغیر اجازت داخل ہوجائے تو تمہارے لئے اس میں کوئی گناہ نہیں اس لئے کہ تم بار بار ایک دوسرے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے پاس آتے جاتے ہو"۔

علامہ الشیخ ملا جیون رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔

(طوافون علیکم بعضکم علی بعض) استیناف لبیان العذر المرخص فی ترک الاستیذان و هو المخالطة و کثرة المداخلة ای هم طوافون علیکم بحوائج البیت بعضکم طائف علی بعض یعنی ان لکم و لهم حاجة الی المخالطة و المداخلة یطوفون علیکم للخدمة و تطوفون علیهم للاستخدام فلو جزم الامر بالاستیذان فی کل وقت لافضی الی الحرج و هو مرفوع فی الشرع بالنص علی ما فی المدارک ثم الممالیک لا یحتاجون فی الاستیذان الا فی الاوقات الثلاثه الخ"۔

(التفسیرات الاحمدیه صفحه ۵۲۴)

"طوافون کا جملہ از سرنو مستقل جملہ ہے جو اس عذر کے بیان کے لئے ہے جس کے سبب مملوک غلاموں کو بغیر اطلاع دئے گھروں کے اندر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے اور وہ عذر ان کے درمیان اختلاط اور ایک دوسرے کے گھروں میں بکثرت آنا جانا ہے یعنی یہ ممالیک تمہارے گھریلو ضروریات کے لئے آتے جاتے ہیں اور تمہیں ایک

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

دوسرے کے ساتھ میل ملاپ رکھنے کی حاجت پیش آتی رہتی ہے یہ لوگ تمہارے پاس خدمت کے لئے آتے ہیں اور تم لوگ ان کے پاس خدمت کے مطالبہ کے لئے جاتے تو اگر ہر وقت اور ہر مرتبہ اجازت لینا ضروری قرار دیا جائے تو اس کا انجام دشواری اور تکلیف ہی ہو گا حالانکہ مشقت اور دشواری شریعت میں اٹھا دی گئی ہے جس کی شریعت نے صراحت کردی ہے جیسا کہ تفسیر مدارک میں ہے پس مملوک غلاموں کو مذکورہ تین اوقات کے علاوہ اجازت لینے کی حاجت نہیں"۔

نیز ملاحظہ فرمائیں تفسیر مدارک (علی ہامش الخازن جلد ۳، صفحہ ۳۳۸) اور تفسیر الخازن (جلد ۳، صفحہ ۳۳۸)

علاوہ ازیں شیخ الاسلام رئیس المفسرین حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

یعنی اوقات مذکورہ بالا چھوڑ کر باقی جن اوقات میں عادتاً ایک دوسرے کے پاس بے روک ٹوک آتے جاتے ہیں ان میں نابالغ لڑکوں یا لونڈی غلام کو ہر مرتبہ اجازت لینے کی ضرورت نہیں کیونکہ ایسا پابندی کرنے میں بہت تنگی اور کاروبار کا تعطل ہے جو حق تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہے۔

(موضح القرآن علی ہامش ترجمہ شیخ الہند رحمہ اللہ فائدہ ٦ صفحہ ۳۳۸)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

و لانهم طوافون علیکم ای فی الخدمة و غیر ذالک و یغتفر فی الطوافین ما لا یغتفر فی غیرھم و لھذا روی مالک و احمد بن حنبل رحمھما اللّٰہ و اھل السنن ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قال فی الھرة "انھا لیست بنجسة انھا من الطوافین علیکم"۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳، صفحہ ۴۹۹)

"یعنی چونکہ یہ لوگ خدمت و غیرہ کے لئے گھروں میں بار بار آتے جاتے ہیں اور بار بار آنے جانے والوں کے بارے مین وہ تساہل برتی جاتی ہے جو اوروں کے بارے میں نہیں برتی جاتی اور اسی لئے امام مالک، امام احمد بن حنبل اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بلی نجس نہیں اس لئے کہ وہ گھروں میں بار بار آتی جاتی ہے"۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

لونڈی کا شرعی پردہ

گذشتہ بحث میں اصل مقصود غلاموں سے اپنے مالکان کے گھروں میں پردہ نشین عورتوں کے حجاب کا مسئلہ تھا اصل میں تو غلاموں سے حجاب لازم ہے مگر بار بار آنے جانے کیوجہ سے بلا اذن شرعی اجازت، حاجت اور دشواری کے پیش نظر دی گئی اور بتایا گیا کہ غلاموں کیلئے مذکورہ تین اوقات کے سوا ہر وقت اطلاع دئے بغیر گھر میں داخل ہونے کی اجازت ہے حالانکہ گھروں کے اندر عورتوں کا وہی لباس اور پردہ ہوتا ہے جو وہ عموما اپنے محارم کے سامنے عادتا اختیار کرتی ہے۔

اب کنیز اور لونڈی کے بارے میں کچھ معروضات مذہب حنفی کی رو سے پیش خدمت ہیں۔

لونڈی کا حجاب عام لوگوں کے لئے ان کے محارم (ماں، بہن، بیٹی وغیرہ) جیسے ہوتی ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ سے ہیں۔

(وحکم آمة الغیر کذالک فینظر الیها کمحرمه) لانها تخرج لحوائج مولاها و تخدم اضیافه و هی فی ثیاب مهنتها فصار حالها خارج البیت فی حق الاجانب کحال المراة الداخلة فی حق المحارم الخ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

(شامی جلد ۵' صفحہ ۲۵۹)

"کسی دوسرے مسلمان کی لونڈی کا حکم اپنے محارم جیسے ہے اس لئے کہ وہ اپنے آقا کی خدمت کے لئے گھر سے نکلتی ہے اور اپنے آقا کے مہمانوں کی خدمت پر مامور ہوتی ہے حالانکہ وہ اس وقت محنت و مزدوری کے لباس میں ہوتی ہے اس لئے بیرون خانہ اجنبی لوگوں کے سامنے اس کی حالت ایسی ہوگئی جیسے اندرون خانہ کسی عورت کا اپنے محرم مردوں کے سامنے"۔

علامہ سرخسیؒ لکھتے ہیں۔

ولان الامة تحتاج الی الخروج لحوائج مولاها و انما تخرج فی ثیاب مهنتها و حالها مع جمیع الرجال فی معنی البلوی بالنظر والمس کحال الرجل فی ذوات محارمه الخ

(مبسوط جلد ۱۰' صفحہ ۱۵۱)

"چونکہ لونڈی اپنے مولا کے ضروری خدمات کی بجا آوری کے لئے گھر سے باہر نکلنے کے لئے محتاج ہوتی ہے اور وہ اس وقت کام کاج کرنے کی لباس میں ہوتی ہے اس عام احتیاج کے پیش نظر اس پر اجنبی مرد کی نظر لگنے اور دیکھنے یا چونے کے احکامات میں وہ ہر کسی کے لئے اس کے محرم کے حکم میں ہوگی"۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

حاصل کلام: اس میں شک نہیں کہ لونڈی محل شہوت و فساد ہوتی ہے اس میں حسن و جمال اور جاذبت کے جملہ مواقع بدرجۂ اتم موجود ہوتے ہیں بلکہ حرائر اور آزاد عورتوں کی بہ نسبت لونڈیوں کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرنے میں بد فطرت لوگ زیادہ جری اور بے باک ہوتے ہیں لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ان کے کام کاج، محنت اور مشقت کے پیش نظر شریعت نے لونڈی پر حجاب کے مسئلہ میں محارم سے حجاب کی طرح انتہائی تخفیف کردی اور اگر ہم غور کریں تو علت تقریبا وہی ہے جو غلاموں سے حجاب کے مسئلہ میں قرآن نے ذکر کیا ہے۔

کسی مرد کے لئے جائز نہیں کہ اپنی بیوی اور اپنی لونڈی کے سوا کسی دوسری عورت کو شہوت کی نگاہ سے دیکھے

یاد رہے کہ شہوت کی نگاہ سے صرف شوہر اپنی بیوی یا مولا اپنی لونڈی کو دیکھنے کا مجاز ہے بلکہ اس میں ثواب بھی ہے اس کے علاوہ کسی مرد کا کسی بھی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنا جائز نہیں خواہ وہ کسی کی ماں، بہن اور بیٹی ہی کیوں نہ ہوا اس لئے زیر بحث مسئلہ میں وہی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

دیکھنا مراد ہے جس میں شہوت کا شائبہ نہ ہو لیکن مذکورہ صورت میں بھی کسی اجنبی مرد کے لئے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام کسی عورت کو خواہ آزاد ہو یا لونڈی بغیر ضرورت اور احتیاج کے قصدا دیکھنا جائز نہیں البتہ اگر ذی رحم محرم ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر احتیاج اور عموم بلوی کی صورت ہو جیسا کہ غلاموں کا گھروں میں بار بار آنا جانا' لونڈیوں کا گھروں سے باہر کام کاج اور محنت و مزدوری کے لئے نکلنا تو یہ الگ مسئلہ ہے ایسی مجبوری کی بنا پر شریعت نے پردے کے احکامات میں رخصت دی ہے جو پچھلے صفحات میں قرآن و سنت اور مفسرین و فقہاء مذہب کے قواعد و اصول اور جزئیات میں تفصیل کے ساتھ گذری۔

آمدم بر سر مطلب

کسی آزاد مرد اور عورت کا غلاموں اور لونڈیوں کی طرح کسی گھر میں بار بار داخلہ شریعت کی نگاہ میں

جیسا کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ آج کل نہ کوئی غلام ہے اور نہ لونڈی اور نہ ہی ان کے مسائل کے تعلیم و تعلم کی ضرورت رہی ہے میں نے ان کے متعلق مسئلہ حجاب کو جس تفصیل سے عرض کیا اس سے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

درحقیقت یہ بتانا مقصود ہے کہ مسئلہ حجاب میں جس دشواری اور ضرورت کی علت کے پیش نظر شریعت نے جو رخصت اور آسانی پیدا کی ہے اگر وہی دشواری اور علت کہیں اور بھی در پیش ہو تو حجاب کے بارے میں ایسی رخصت اور آسانی پر عمل کیا جائیگا جیسا کہ ائمہ مذہب اور فقہاء عظام نے اس کی تصریح کی ہے۔

اور رسالہ ھذا کے تمہید میں "اصل دوم" میں جو نصوص اور قواعد بطور نمونہ ذکر کئے جاچکے ہیں وہ اس بات کے ثبوت کے لئے واضح اور ناقابل انکار دلائل ہیں۔

علامہ شامی لکھتے ہیں۔

(قوله اذ آجرت نفسها للخبز) ای و نحوه من الطبخ و غسل الثیاب قال الاتقانی و عن ابی یوسف رحمه الله انه یباح النظر الی ساعدها و مرفقها للحاجة الی ابدائهما اذا آجرت نفسها للطبخ و الخبز اه و المتبادر من هذه العبارة ان جواز النظر لیس خاصا بوقت الاشغال بهذه الاشیاء بالاجارة بخلاف العبارة الاولی و عبارة الزیلعی اوفی بالمراد وهی و عن ابی یوسف انه یباح النظر الی ذراعها ایضا لانه یبدوا منها عادة الخ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

(شامی جلد ۵' صفحہ ۲٦۱)

"جب کوئی آزاد عورت اجرت کے بدلے کسی کے لئے کھانا پکانے یا کپڑے دھونے کی مزدوری کرے تو جناب اتقانی کہتا ہے کہ امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ ایسی مزدور کار عورت کے ہاتھ کہنیوں تک حجاب سے مستثنیٰ ہیں یعنی ان کی طرف حاجت کیوجہ سے دیکھنا جائز ہے اس لئے کہ جب اس نے کھانا پکانے اور کپڑے دھونے کی مزدوری کرنی ہے تو کہنیوں تک ہاتھ اور بازو کھولنے اور ظاہر کرنے کے بغیر اس کے لئے چارہ کار ہی نہیں بظاہر اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ایسی مزدور پیشہ ور عورت کے بازو پردہ سے مستثنیٰ ہونے اور ان کی طرف دیکھنے کا جواز عین دوران مزدوری کے ساتھ خاص نہیں بخلاف سابقہ عبارت کے اور زیلعی کی عبارت اس مفہوم کے ادا کرنے میں اور بھی واضح ہے وہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مزدور پیشہ عورت کے ہاتھوں کا کہنیوں تک دیکھنا جائز ہے کیونکہ عام طور پر اس کے بازو کھلے رہتے ہیں۔

ہدایہ میں ہے۔

و عن ابی یوسف رحمہ اللہ انه یباح النظر الی ذراعها ایضا لانه قد یبدوا منها عادة الخ

(هدایه فصل فی اللمس والنظر کتاب الکراهیة)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

"امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عورت کے بازو تک دیکھنا جائز ہے اس لئے کہ یہ عموما اور عادتا ظاہر ہو جاتے ہیں"۔

علامہ سرخسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

و روی الحسن بن زیاد عن ابی حنیفة رحمه اللّٰه انه یباح النظر الی قدمها ایضا و هکذا ذکر الطحاوی رحمه اللّٰه لانها کما تبتلی بابداء وجهها فی المعاملة مع الرجال و بابداء کفیها فی الاخذ و الاعطاء تبتلی بابداء قدمیها اذا مشت حافیة او متنعلة و ربما لا تجد الخف فی کل وقت وذکر فی جامع البرامکة عن ابی یوسف رحمه اللّٰه انه یباح النظر الی ذراعیها ایضا و هذا کله اذا لم یکن النظر عن شهوة الخ۔

(مبسوط جلد ۱۰' صفحہ ۱۵۳)

"حضرت حسن ابن زیاد حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ اجنبی مرد کے لئے عورت کے قدموں (ٹخنوں سے نیچے پاوں) کا دیکھنا جائز ہے اور ایسا ہی حضرت طحاوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اس لئے کہ جیسے عورت کو لوگوں کے ساتھ لین دین (خرید و فروخت وغیرہ) کرتے وقت چہرہ ظاہر کرنے کی حاجت پیش آتی ہے اور لیتے دیتے وقت ہاتھ ظاہر کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے ایسا ہی پیدل آنے جانے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

میں بھی قدم ظاہر کرنے کے بغیر چارہ کار نہیں اور بسا اوقات اسے جوتے' موزے اور جرابیں پہننے کی دسترس حاصل نہیں ہوتی"۔

اور "جامع برامکہ" میں امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ عورت کے بازو کو دیکھنا بھی جائز ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ شہوت کی نظر سے نہ ہو"۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

"وقرن فی بیوتکن" اور آیت "و اذا سئلتموھن" سے عورتوں پر استتار اشخاص کا واجب کیا گیا اور اصل حکم اور عزیمت یہی ہے لیکن خروج عن البیت کی بھی حاجت واقع ہوتی ہے ایسی حالت میں "یدنین علیھن من جلابیبھن" سے اظہار اشخاص میں رخصت دی گئی اور استتار ابدان کو واجب فرمایا گیا پھر کبھی گھر سے باہر بعض کو جن کے پاس خادم نہ ہوں بعضے ایسے کاموں کی ضرورت واقع ہوجاتی ہے جو ہاتھ سے کئے جاتے ہیں اور اس لئے ہاتھ کا استتار موجب حرج ہوتا ہے اور کام کرنے کے وقت اس کام کے دیکھنے کی بھی حاجت ہوتی ہے اور گھونگٹ سے منھ چھپانے میں وہ گھونگٹ دیکھنے میں حائل ہوجاتا ہے اور اس لئے چہرہ کا استتار بھی موجب حرج ہوتا ہے ایسی حالت میں "الا ما ظھر منھا" سے بنا بر تفسیر مشہور صرف اظہار وجہ و کفین کی رخصت دی گئی الخ"۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

(بوادر النوادر صفحہ ۵۱۲)

تنبیہ: یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں کہیں فقہاء نے احتیاج کے پیش نظر عورت سے منہ' ہاتھ' پاوں اور بازوں کے چھپانے کا وجوب ساقط قرار دیا ہے یا جہاں کہیں فقہاء نے لکھا ہے کہ احتیاج کے پیش نظر مذکورہ اعضاء کی طرف دیکھنا جائز ہے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ مرد کے لئے بلا ضرورت ان کی طرف دیکھنا جائز ہے بلکہ ایسی حالت میں مرد کو اپنی نگاہ نیچی رکھنے کا مستقل قرآنی حکم ہے۔

مشترکہ خاندانی نظام میں حجاب کے مسئلے کے متعلق اصل سوال کا جواب

اصل حکم اور مسئلہ تو یہی ہے کہ بھائی' چچا' بھتیجے اور بھانجے کی بیویاں' یا چچا زاد بہن بھائی محارم کے زمرے میں نہیں ہیں مگر جہاں کہیں یہ عزیز و اقارب ایک ہی گھر میں رہ رہے ہوں خواہ کسی مصلحت کے تقاضے کے بنا پر یا زمین کی کمی اور غربت کے سبب یا رسم و رواج کی وجہ سے جیسے پٹھانوں میں سب بھائی اور بھتیجے وغیرہ ایک ساتھ رہتے ہیں علاوہ ازیں قبائل بلکہ تمام دیہاتی علاقوں میں گھریلو کام کاج اور گھر سے باہر چھوٹے موٹے کاموں کے لئے مرد یا عورت خدمت کے لئے نہیں رکھے جاتے بلکہ یہ سب کام عورتیں خود کرتی رہتی ہیں جس کی بنیادی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

وجہ غربت ہوتی ہے۔

پھر یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ پشتون قوم کی پشتونوالی (رسم و رواج) میں ایک گھر کے اندر رہنے والے خونی رشتوں میں منسلک مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کو شہوت کی نگاہ سے دیکھنے کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا اور یہی وجہ ہے کہ مذکورہ خویش و اقارب میں کسی ایسی بد عملی کا پورے معاشرے میں شاید ہی کوئی مثال پیش کرسکے۔

پٹھان لوگ عورت کے بارے میں غیر ضروری حساس ہیں یہاں تک کہ محض شک و شبہ کی بنیاد پر ناحق قتل سے گریز نہیں کرتے تو چونکہ ایسے خاندانی نظام اور اس طرز کی بود و باش میں پردے کی علت یعنی انسداد زنا اور فحش (جس کی تفصیل قاعدہ اول میں قاری محمد طیب صاحب مہتمم دیو بند کے حوالہ سے گذری ہے) کالعدم اور برائے نام ہے تو پردہ بھی اجنبی مردوں والا جیسا نہیں رہے گا بلکہ قریب قریب ویسا ہی پردہ لازم ہوگا جو پٹھانوں کے رسم و رواج میں اپنے محارم یعنی بہن بھائیوں وغیرہ کا آپس میں عادتا ہوتا ہے یعنی چہرہ' ہاتھ' پاوں کا ظاہر رکھنا یا چہرہ ظاہر رکھنے کے ساتھ "تبعا" سر کے کچھ بال یا کان ظاہر ہوجانا۔

دوسری علت جو پردے کے اصل احکامات میں سبب رخصت ہے وہ حرج اور تکلیف ہے جہاں کہیں مکمل شرعی پردہ اختیار کرنے میں دشواری کا سامنا ہو وہاں خود بخود پردے کی احکامات میں تخفیف آجاتی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے جیسا کہ تفصیل کے ساتھ ذکر ہوا تو چونکہ پشتون قوم کے مشترکہ بود و باش میں مکمل شرعی پردہ لازم کرنے میں بہت ہی دشواری اور حرج ہے لہٰذا اس علت کے پیش نظر پردہ کے معاملے میں وہی رخصت ہوگی جو غلاموں میں قرآن کریم نے دے رکھی ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ مشترکہ بود و باش کے بارے میں لکھتے ہیں۔

و مفهومه ان من كانت من ذوات الاعسار يكفيها بيت واحد و لو مع احمائها و ضرتها كاكثر الاعراب و اهل القرى و فقراء المدن الذين يسكنون فى الاحواش والربوع و هذ التفصيل هو الموافق لما مر من ان المسكن يعتبر بقدر رحالهما و لقوله تعالى (اسكنوهن من حيث سكنتم من و جدكم) و ينبغى اعتماده فى زماننا هذا فقد مر ان الطعام و الكسوة يختلفان باختلاف الزمان والمكان و اهل بلادنا الشامية لا يسكنون فى بيت من دار مشتملة على اجانب و هذا فى اوساطهم فضلا عن اشرافهم الا ان تكون دارا موروثة بين اخوة مثلا فيسكن كل منهم فى جهة منها مع الاشتراك فى مرافقها الخ۔

(شامی جلد ۲، صفحہ ۷۲۱)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

حاصل کلام یہ ہے کہ غریب طبقہ سے تعلق رکھنے والے خواتین کے لئے بڑے مکان میں سے صرف ایک الگ کمرہ کافی ہے اگر چہ اس بڑے مکان کے دیگر کمروں میں خاوند کی دوسری بیوی یا خاوند کے بھائی وغیرہ بھی رہتے ہوں جیسے عام قبائل دیہاتی اور شہروں کے غریب لوگ ایک مکان میں اجتماعی رہائش اختیار کرتے ہیں یعنی ایک مکان کے اندر الگ الگ کمروں میں رہنے کے باوجود ان کا صحن اور آنے جانے کا بڑا دروازہ، پانی بھرنا اور کچھ دیگر اشیاء مشترک ہوتی ہیں اور یہی تفصیل عورت کے نان و نفقہ اور رہائش گاہ کے متعلق گذشتہ بیان کے موافق ہے کہ عورت کے لئے ایسی رہائش گاہ زوج کے ذمہ لازم ہے جو میاں بیوی کے احوال کے مطابق ہو اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ (اپنے بیویوں کی سکونت کے لئے ایسی رہائش گاہ مہیا کرتے رہو جو تمہاری حیثیت اور استطاعت کے مطابق ہو) اور چاہئے کہ ہمارے زمانہ میں اسی پر اعتماد کیا جائے اس لئے کہ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ عورت کے نان و نفقہ اور دیگر مسائل وقت اور علاقے کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں متوسط گھرانوں مثلا ہمارے ملک شام کے علاقے کے لوگوں کے متوسط گھرانوں کے لوگ بھی ایسے اجتماعی مکانات میں نہیں رہتے جن میں اجنبی یعنی عورتوں کے نامحرم لوگ بھی رہتے ہوں چہ جائے کہ اعلی طبقہ کے لوگ ہاں اگر چند بھائیوں کے لئے باپ سے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

میراث میں ایک مکان ملا ہو تو وہ سب بھائی اسی ایک مکان میں مشترکہ طور پر رہتے ہیں مگر ان کے رہنے کے کمرے الگ الگ ہوتے ہیں۔

تاہم ان کے مرافق یعنی آنے جانے کا راستہ' صحن' پانی بھرنے' کپڑے اور برتن دھونے کوڑا کرکٹ پھینکنے جیسی ضروریات کی تکمیل کے ذرائع مشترک ہوتے ہیں۔

(شامی جلد ۲' صفحہ ۲۱۷)

کراچی کے مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی مد ظلہ تحریر فرماتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کئی بھائی یا بہت سے رشتہ دار ایک ساتھ ایک ہی مکان میں رہتے ہیں الگ مکان لینے کی گنجائش نہیں اس لئے پردہ مشکل ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شرعی پردہ کے لئے الگ مکان لینے کی کوئی ضرورت نہیں شریعت آسان ہے اللہ تعالی کی رحمت اپنے بندوں پر بہت وسیع ہے وہ بندوں کو تکلیف اور تنگی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتے بلکہ راحت و سہولت میں رکھنا چاہتے ہیں شرعی پردہ کے بارے میں ان کی دی ہوئی سہولتوں اور کرم نوازی کی تفصیل سنیں رحمت ہی رحمت ہے' رحمت ہی رحمت' سراپا رحمت' اگر کسی دل میں ذرہ بھر بھی احساس ہو تو اس رحیم و کریم کی مہربانیوں' کرم نوازیوں اور احکام میں دی ہوئی سہولتوں پر قربان ہو جانے اور مر مٹنے کے لئے بے تاب ہو جائے یا اللہ! تو

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہم سب کے دلوں کو احساس اور اپنی ایسی محبت سے منور فرما ہمارے دلوں کو شکر نعمت سے معمور فرما۔

علامہ آگے لکھتے ہیں۔

۱۔ ایسے حالات میں خواتین ذرا ہوشیار رہیں بے پردگی کے موقع سے حتی الامکان بچیں لباس میں احتیاط رکھیں بالخصوص سر پر دوپٹہ رکھنے کا اہتمام رکھیں۔

۲۔ مرد آمد و رفت کے وقت ذرا کھنکار کر خواتین کو پردہ کی طرف متوجہ کردیں۔

۳۔ غیر محرم مرد کی آمد پر خواتین اپنا رخ دوسری جانب کرلیں۔

۴۔ اگر رخ دوسری جانب نہ کرسکتی ہوں تو سر سے دوپٹہ سرکا کر چہرہ پر لٹکالیں۔

۵۔ بلا ضرورت شدیدہ غیر محرم سے بات نہ کریں۔

۶۔ کسی غیر محرم کی موجودگی میں خواتین آپس میں یا اپنے محارم کے ساتھ بے حجابانہ بے تکلفی کی باتوں اور ہنسی مذاق سے پرہیز کریں۔

۷۔ ان احتیاطوں کے باوجود اگر کبھی اچانک کسی غیر محرم کی نظر پڑجائے تو معاف ہے بلکہ اس طرح بار بار بھی نظر پڑتی رہے ہزار بار اچانک سامنا ہوجائے تو بھی معاف ہے کوئی گناہ نہیں اس سے پریشان نہ ہوں جو کچھ اپنے اختیار میں ہے اس میں ہرگز غفلت نہ کریں اور جو اختیار سے باہر

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے اس سے پریشان نہ ہوں اس لئے کہ اس پر کوئی گرفت نہیں ہزار بار بھی غیر اختیاری طور پر ہوجائے جب بھی معاف ہے وہاں تو معافی ہی معافی ہے۔

(شرعی پردہ پر قرآنی احکام کی مدلل اور سیر حاصل تفصیل صفحہ ۷۵ تا ۷۶ دارالافتاء و الارشاد ناظم آباد کراچی تالیف مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی)

قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیو بند کے دقیق تحقیق کا خلاصہ دو بارہ ملاحظہ ہو۔

قاری صاحب نے اپنی تالیف (شرعی پردہ) میں پردے کے مسائل اس کی علت اور پردے کے بارے میں عورتوں کے انواع اور پردے کے اقسام پر جو عالمانہ اور حکیمانہ بحث کی ہے وہ قابل دید ہے قاری صاحب کی تحریر کے کچھ اقتباسات رسالہ ھذا کی ابتدا میں آپ پڑھ چکے ہیں یہاں پھر موصوف کے تالیف سے چند اقتباسات بطور خلاصہ پیش خدمت ہیں۔

۱- پردہ خود اصل نہیں بلکہ اپنی بنیادی علت کے تابع ہے مقصود اصلی اسی علت کا دفعیہ ہے جس کا نام فحش ہے اور جس کا آخری کنارہ زنا ہے۔

۲- پردہ فی نفسہ بھی مطلوب نہیں اور مطلقاً عورت کی ذات سے بھی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

نہیں ورنہ عورت کی اتنی نوعیں محرمہ (ماں وغیرہ) صغیرہ (معصوم بچی) عجوزہ (بوڑھی کیزی) ملازمہ (نوکرانی) بدویہ (دیہاتی مزدور پیشہ) باندی اور مبعوثہ وغیرہ نہ ہوتیں۔ (قیامت کے دن عورتیں مرد ننگے اٹھیں گے اس لئے کہ وہاں فحش و بد نظری کا شائبہ نہ ہوگا حالانکہ جو کچھ قبیح لذاتہ اور ممنوع لذاتہ ہو وہ قیامت میں بھی ممنوع ہے)

۳۔ نامحرم ہوکر اجنبی نہ ہو تو آنچل کا پردہ کافی ہوجائے گا اجنبی بھی ہو تو جلباب کی حاجت ہوگی اجنبی ہوکر فاسق ہو تو قرن فی البیت کی ضرورت ہوگی فاسق ہوکر عصمت کا لاگو بھی ہو تو گھر کو محفوظ کرنے کی ضرورت ہوگی اور اس کے ساتھ اگر عورت کے پھسل پڑنے کا اندیشہ بھی ہو تو پہرہ چوکی بھی درکار ہوگا غرض ہنگامی احوال فحش کے معیار سے اس میں سختی اور نرمی پیدا کرتے رہیں گے۔

۴۔ پس اسلام میں حجاب بھی ہے اور دفع حجاب بھی ہے نہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ اسلام بے پردگی کا حامی ہے اور نہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ حجاب کے بارہ میں تنگ گیر اور زائد از ضرورت متشدد ہے۔

۵۔ پس جو لوگ اسلام کو اس میں سخت گیر کہہ کر بدنام کرتے ہیں وہ درحقیقت پردہ کے وقتی رواجوں کو جو کہ بعض افراد کے تقشف مذہبی اور مزاجی خشکی یا زائد سے زائد مقامی حالات کے تقاضوں سے قائم ہوئے ہوں شرعی حجاب سمجھ رہے ہوں حالانکہ وہ تنگی نظام حجاب کی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

نہیں بلکہ احوال و اشخاص کی ہے۔

شرعی پردہ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انار کلی (لاہور)

گذشتہ تفصیلی بحث و تحقیق سے ثابت شدہ امور اور احکامات کا خلاصہ

۱۔ عورتوں کا پردہ بذات خود مقصود نہیں بلکہ زنا اور زنا کے وسائل اور ذرائع کی روک تھام کی ایک شرعی تدبیر ہے جس کی اطاعت ضروری ہے۔

۲۔ جہاں زنا، شہوت اور بد نظری یعنی دیکھنے سے لطف اور لذت حاصل کرنے کا شائبہ تک نہ ہو وہاں عورت کا چہرہ، سر کے بال، گلا، کان، بازو اور پنڈلی تک پاوں بلا ضرورت دیکھنا اور ظاہر ہونا جائز ہے جیسے ماں، بیٹی، بہن وغیرہ محرمات یا معصوم اور کم عمر اجنبی بچیاں یا بہت بوڑھی کیڑی عورتیں جہاں جانبین سے طبعا زنا اور اس کے وسائل کی رغبت کا نام و نشان تک نہیں ہوتا تو علت حجاب موجود نہ ہوا اور محارم میں تو ساتھ ساتھ علت تخفیف حجاب "طوافین و طوافات" بدرجۂ اتم و اکمل موجود ہے۔

۳۔ جو خویش و اقارب ایک مکان میں رہتے ہوں جیسے کئی بھائی اور ان

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے اہل و عیال ہوگئے تو اگر چہ یہ لوگ آپس میں محرم نہیں ہوتے لیکن اجنبی بھی نہیں ہوتے اور طبعی حمیت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جانبین کی طرف سے زنا اور شہوت رانی کالعدم ہوتی ہے اس لئے پردے کی علت بہت کمزور ہے اس پر مزید رخصت اور تخفیف حجاب "طوافون بعضکم علی بعض" کی علت کی بدرجۂ اتم موجودگی نے رہی کسر بھی پوری کردی اور اس کے ساتھ خانگی مزدوری مثلاً کھانا پینا تیار کرنا' کپڑے برتن دھونا' مال مویشی پالنا اور دودھ دھونا یہ تمام وہ کام ہیں جو کبھی لونڈیاں اور مزدورنیاں سرانجام دیا کرتی تھیں آج یہ سب کچھ بھائیوں کی بیویاں اور بیٹیاں خود کرتی ہیں ان وجوہات کی بنا پر ان نامحرم اقرباء کے درمیان پردہ بھی تقریبا محرمات کے درجہ میں ہوگی۔

۴۔ مرد کے لئے کسی بھی عورت کو اور عورت کے لئے کسی بھی مرد کو شہوت کی نظر سے دیکھنا جائز نہیں خواہ ماں بیٹا' باپ بیٹی یا بہن بھائی کیوں نہ ہوں اور چاہے کوئی بوڑھی کیڑی عورت ہو یا معصوم نو مولود بچی البتہ خاوند اور بیوی اور آقا اور اس کی لونڈی کے درمیان ایسا تعلق جائز ہے بشرطیکہ وہ لونڈی شرعا اس کے لئے حلال ہو۔

۵۔ نامحرم رشتہ دار جو مشترکہ خاندانی نظام کے تحت ایک مکان میں رہ رہے ہوں ان پر لازم ہے کہ ان کے سونے کے کمرے الگ ہوں اور

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کوئی بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجا اپنے والد، بھائی، چچا اور ماموں کے کمرے میں سونے اور آرام کے اوقات میں بغیر اجازت کے اندر داخل نہ ہو اگرچہ آج کل ایسی اجازت کی ضرورت بھی عموماً پیش نہیں آتی اس لئے کہ ہر کمرے کا دروازہ الگ ہوتا ہے جسے سونے کی دوران اندر سے بند کیا جاتا ہے۔

٦۔ کسی بھی نامحرم مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی نامحرم عورت کے ساتھ ایک کمرے میں ایسی حالت میں اٹھنا، بیٹھنا اور سونا اختیار کرے جہاں کوئی اور مرد اور عورت موجود نہ ہو ایسی تنہائی اور تخلیہ میں ایک ساتھ رہنے کو فقہاء کی اصطلاح میں خلوت کہا جاتا ہے جو شرعاً سخت گناہ اور انتہائی خطرناک ہے ایسے مواقع میں تیسرا ضرور شیطان ہوتا ہے۔

امام بخاری اسی مسئلہ پر مستقل باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لا یخلون رجل بامراۃ الا ذو محرم: عن عقبۃ بن عامر ان رسول اللہ ﷺ قال: ایاکم و الدخول علی النساء فقال رجل من الانصار یا رسول اللہ افرایت الحمو قال الحمو موت الحدیث

(بخاری جلد ۲، کتاب النکاح، صفحہ ۷۸۷)

یعنی کسی کے لئے جائز نہیں کہ کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی اور خلوت میں ایک ساتھ رہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

"حضرت عقبہ ابن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ نامحرم عورتوں کے پاس تنہائی میں جانے سے بچتے رہو تو ایک انصاری نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول "دیور" یعنی عورت کے شوہر کے بھائی (جیسے رشتہ داروں) کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے یعنی شوہر کا بھائی وغیرہ تو عورت کے لئے ہلاکت ہے۔

تشریح: امیر المومنین فی الاحادیث کی فقاہت فی التراجم دیکھئے کہ ترجمۃ الباب کے تحت حدیث کے الفاظ بظاہر مطلقاً دخول علی النساء کی ممانعت پر دال ہیں مگر امام بخاری رحمہ اللہ اس پر ترجمۃ الباب "لا یخلون رجل" قائم کر رہے ہیں جس سے امام بخاری رحمہ اللہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ کا مفہوم مطلق نہیں بلکہ صرف تنہائی اور تخلیہ کی حالت میں کسی اجنبی عورت کے پاس جانے سے اجتناب لازمی ہے۔

علامہ طبری رحمہ اللہ حدیث مذکورہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

قال الطبری المعنی ان خلوة الرجلین بامراة اخیه او ابن اخیه ینزل منزل الموت ای احذروه کما تحذروا الموت الخ

(فتح الباری علی هامش البخاری)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

"علامہ طبری فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ دو قسم کے آدمی یعنی بھائی اور چچا اپنے بھائی اور بھتیجے کی بیوی کے ساتھ تنہائی اور تخلیہ (ایک کمرے) میں دو بدو رہن سہن سے اجتناب کریں ان کے ایسے اختلاط سے ایسے ڈرو جیسے موت سے"۔

وقال القاضی معناه الخلوة بالاجماع مودية الى الفتنة والهلاک فی الدين فجعله کهلاک الموت فورد الکلام مورد التغليظ الخ

(نووی باب تحريم الخلوة بالاجنبية مسلم شريف جلد ۲، صفحه ۲۱۶)

"علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فرمان کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ خویش و اقارب کا عورت کے ساتھ دو بدو تنہائی میں رہن سہن میں فتنہ اور دینی تباہی کا اندیشہ ہے اس لئے حضور علیہ السلام نے اس سے بچنے کے لئے تغلیظاً" اس اختلاط کو موت قرار دیا"۔

حاصل بحث: مردوں اور عورتوں میں سے جو عزیز و اقارب آپس میں محرم نہ ہوں وہ کسی ایسے کمرے میں جہاں کوئی تیسرا عاقل بالغ انسان نہ ہو ہر گز اختلاط نہ رکھیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو اپنے محرمات کے ساتھ بلا ضرورت ایک کمرے میں تنہائی کی حالت میں سونے سے اجتناب کریں جبکہ بعض ناواقف باپ اور نوجوان بیٹی شفقت پدری کے جذبے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے تحت ایک ساتھ سوجاتے ہیں حالانکہ ایسا کرکے شیطان کو جذبات برانگیختہ کرنے میں مدد دینے کے سوا اس کو اور کیا کہا جاسکتا ہے؟

نیز ایک کمرے میں خویش و اقارب کا مشترکہ بود و باش سے اجتناب اس لئے بھی لازم ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ رات کے اندھیرے میں کوئی اٹھ کر اپنی بیوی کو ہم بستری کے لئے جگانا چاہے اور اسی شہوت کی عالم میں اپنی جوان بیٹی کو غلطی سے چھوجائے اور عمر بھر کے لئے اس پر اپنی بیوی حرام ہوجائے یا حرمت مصاہرت کے دیگر مسائل سے دوچار ہونا پڑے جبکہ یہ صرف ایک احتمال نہیں بلکہ ایسے واقعات پیش بھی آچکے ہیں۔

حجاب کے مسئلہ میں چند عام بے احتیاطیاں

پاکستان اور خصوصا پشتون قوم میں بے حجابی کے بعض ایسے طور طریقے مروج ہیں جنہیں عوام تو درکنار خواص بھی معیوب نہیں سمجھتے حالانکہ از روئے شریعت ایسا کرنا صریح ممنوع اور گناہ ہے ان میں سے کچھ ناپسندیدہ مروج طریقے ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اجنبی مردوں سے سر کے بال پوشیدہ رکھے پاکستانی عورتیں اگر چہ سر پر چادر ضرور ڈال لیتی ہیں مگر پیشانی یعنی سر کے اگلے حصہ کا ایک چوتھائی حصہ نہیں چھپاتیں یہاں

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تک کہ حج اور عمرہ جانے والی عورتیں حرمین شریفین میں بھی سر کے بال چھپانے کا اہتمام نہیں کرتیں حالانکہ عورت پر اجنبی مردوں سے سر کے بال چھپانا از روئے شریعت لازم ہے۔

۲۔ پشتون قوم میں عموماً اور وزیر قوم میں خصوصاً عورتوں کا لباس اور سر کا چادر اسلامی پردہ کے عین مطابق ہوتا ہے تاہم آج کل اندرون خانہ عورتیں ہلکے پھلکے کپڑے پہنتی ہیں اور پھر اس پر مزید یہ کہ قمیص کا گلہ کھلا اور کشادہ بناتی ہیں جس کے بٹن کندھے کے اوپر ہوتے ہیں جب کام کاج کے دوران عورت کے گلے اور سینے سے چادر پھسل جائے تو اس کھلے گلے سے نہ صرف عورت کا گلہ بلکہ اس کے چھاتی کے ابھار کے کنارے تک ظاہر ہوتے ہیں جو کہ صریح ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے لہٰذا اس قسم کا کشادہ اور کھلا گلہ بنانا جائز نہیں اور اس سے اجتناب لازم ہے بلکہ چاہیئے کہ قدیم لباس کو گھروں میں یکسر ترک نہ کیا جائے۔

۳۔ عام طور پر پورے پاکستان کے اور خاص کر پٹھان عورتیں بجنے والے زیورات پہنتی ہیں مشترکہ خاندانی نظام کی صورت میں بیرون خانہ تو درکنار اندرون خانہ بھی عورت کے لئے ایسے زیورات پہننا ممنوع ہونگے جن کی جھنکار گھر والوں کو متوجہ کرے اس لئے کہ بیرون خانہ ممانعت کی علت یہاں بھی موجود ہے۔

جب کہ دوسری طرف پٹھان قوم میں بجنے والے زیورات کی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ایسی وبا پھیلی ہوئی ہے کہ عورتیں تو درکنار ٹرانسپورٹ گاڑیوں کو بھی گھنگرو اور دیگر بجتی ہوئی چیزوں سے لاد دیتے ہیں۔

مشترکہ خاندانی نظام کے فوائد

بنیادی سوال کا دوسرا جز یہ تھا کہ مشترکہ خاندانی نظام کی اقتصادی اہمیت و فوائد اور مضرات و نقصانات کی نشان دہی کی جائے۔

بظاہر یہ ایک مختصر اور غیر اہم سوال معلوم ہوتا ہے مگر در حقیقت یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے بلکہ اگر کہا جائے کہ امت مسلمہ کی موجودہ زبوں حالی اور تشتت و پراگندگی کے رشتہ گم گشتہ کا سرا اسی سوال کے جواب میں مضمر ہے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔

اس سوال کے جواب سے پہلے چند مسلمات پیش خدمت ہیں۔

لفظ "انسان" کا لغوی معنی اور مفہوم

۱۔ امام لغت القرآن علامہ راغب اصفہانی "انسان" کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

والانسان: قیل سمی بذالک لانه خلق خلقة لا قوام له الا بانس بعضهم ببعض و لهذا قیل الانسان مدنی بالطبع من حیث انه لا قوام لبعضهم الا ببعض ولا یمکنه ان یقوم بجمیع اسبابه۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

(المفردات للراغب صفحہ ۲۷)

"یعنی اللہ تعالی نے انسان کی تخلیق کچھ اس طرح کی ہے کہ اس کی معیشت اور زندگی کا قوام اور درستگی دوسروں کی شراکت اور اجتماعی عمل کے بغیر ناممکن ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ انسان طبعی طور پر شہریت اور اجتماعیت پسند ہے اس لئے کہ وہ اپنی ضروریات کے اسباب اور وسائل انفرادی طور پر مہیا نہیں کرسکتا"۔

مشاہدہ گواہ ہے کہ انسان اور اس کی زندگی کے استحکام اور ترقی کی ضروریات ان گنت اور بے شمار ہیں اور پھر خاص کر موجودہ دور کے لحاظ سے اس میں مزید تنوع آیا ہے ان ضروریات کی تکمیل انفرادی طور پر کسی کے لئے بھی ممکن نہیں ہے۔

۲۔ انسانوں میں قدرت کی ودیعت کردہ صلاحیتیں اور کمالات یکساں نہیں مختلف لوگوں میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کی طرف طبعی میلان اور مہارت پایا جاتا ہے۔

اللہ تعالی کی ارشاد ہے۔

نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیوة الدنیا و رفعنا بعضهم فوق بعض درجات لیتخذ بعضهم بعضا سخریا الآیه ☆

(پارہ ۲۵، الزخرف، آیت ۳۲)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

"ہم نے تقسیم کردیا ہے ان کے درمیان ان کے ذرائع معاش اس دنیا کی زندگی میں اور بلند کردئے درجے (کمالات و استعدادات) بعض کے بعض پر تاکہ ایک دوسرے سے کام لیں"۔

یہ آیت اور اس قسم کے بہت سے نصوص شاہد ہیں کہ انسان اپنی ضروریات کی تکمیل میں دوسروں کا محتاج ہے۔

۳۔ فطرت کا قانون زوجیت جو کل کائنات پر حاوی ہے وہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ اس مادی عالم میں جملہ نتائج، فوائد اور منافع اجتماعی عمل کے مرہون منت ہیں اور انفرادی عمل کا نتیجہ ہر جگہ صفر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض و من انفسھم و مما لا یعلمون☆

(پارہ ۲۳، یس، آیت ۳۶)

"پاک ہے وہ ذات جس نے سب چیزوں کے جوڑے بنائے ہیں جو زمین سے اگتے ہیں اور خود ان (انسانوں) میں سے اور ان چیزوں میں سے کہ جن کی انسان کو خبر نہیں"۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون☆

(پارہ ۲۷، الذاریات، آیت ۴۹)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

"اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنادئے ہیں شاید تم سمجھ بوجھ سے کام لو۔

اجتماعیت کی ابتدا دو یعنی جوڑے سے شروع ہوتی ہے اور انتہا کی کوئی حد ہی نہیں غرض جب وحدت اور انفرادیت سے آگے بڑھ کر دو ہوجائیں تو یہ جماعت کی ابتدا ہے شریعت اور سائنس گواہ ہے کہ عالم مادیات میں جملہ نتائج اور ثمرات قانون زوجیت یعنی اجتماعی عمل کی مرہون منت ہیں یہاں تک کہ سائنس دانوں کے بقول ایٹم کے ننھے ذرات "الیکٹران" اور "پروٹان" (مثبت اور منفی چارج) میں بھی قانون زوجیت (اجتماعی عمل) کار فرما ہے۔

۴۔ یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ قوت اور عزت و غلبہ اتحاد اور اتفاق میں ہے مادیات کی اکائیوں میں ہم جتنا اضافہ کرتے جائیں گے ان کے افراد میں اجتماعیت اتنی بڑھتی جائیگی اور ان کی قوت اور افادیت واضح ہوتی جائے گی۔

۵۔ کسی مرکب اور اجتماعی چیز سے مطلوبہ فوائد اور منفعت کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ اس چیز کے تمام پرزوں میں ربط و اتحاد اور ہم آہنگی اس حد تک ہو کہ اس مجموعہ کا ایک ہی نام' ایک ہدف اور منزل مقصود ہو۔

مثلا ایک گھڑی یا ایک مشین ہے اس میں مختلف اجزاء اور کل

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

پرزے ہیں جن کے اعمال، کار کردگی، سائز اور قدر و قیمت وغیرہ مختلف ہوتے ہیں مگر چونکہ ان سب کا مقصد ایک ہے اور ان کا عمل آپس میں مربوط اور منظّم ہے اسلئے اس اتحاد نے کثرت کے باوجود وحدت اور ایک ہی نام اختیار کرلی۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضور علیہ السلام کے ایک تمثیلی تعلیم میں مسلمانوں کے تمام مشکلات کا حل

مشہور محاورہ ہے "کلام الملوک ملوک الکلام" بادشاہوں کی باتیں باتوں کی بادشاہ ہوتیں ہیں چونکہ حضور علیہ السلام تمام مخلوقات میں افضل ترین اور نافع ترین ہیں اسلئے آپ کا ہر قول انسانوں کے جملہ اقوال میں مفید تر ہوگا تاہم جہاں تک میں سمجھتا ہوں اگر حضور علیہ السلام کے ہزاروں زریں اقوال میں سے صرف حسب ذیل ایک ہی قول کو مسلمان سمجھ کر اس پر عمل کریں تو دنیا اور آخرت کی کامیابیاں ان کے قدم چومیں گی۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

ترى المومنين فى تراحمهم و توادهم و تعاطفهم كمثل الجسد اذااشتكى عضوا تداعى له سائر جسده بالسهر و الحمى الحديث

(بخاری جلد ۲، صفحہ ۸۸۹، باب الادب)

"یعنی ایمان والوں کی شان یہ ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ رحمت، دوستی اور ہمدردی کرنے میں جسم واحد کے مختلف اعضاء جیسا برتاؤ کریں گے اگر جسم کے کسی بھی عضو کو گزند اور تکلیف پہنچتی ہے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تو انسان کا پورا جسم اس کی غمخواری اور درد و الم میں شریک ہوکر بخار، بے خوابی اور بے آرامی میں مبتلا ہوجاتا ہے"۔

ایک دوسرا ارشاد ہے۔

ان المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا الخ۔

(بخاری جلد ۱، صفحہ ۶۹، باب تشبیک الاصابع)

"بے شک ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایسا باعث تقویت ہوتا ہے جیسا کہ ایک مکان کے کچھ حصے دیگر حصوں کیلئے ہوتے ہیں۔

تشریح: حضور علیہ السلام پر جان و مال قربان ہو آپ نے چند جملوں میں امت مسلمہ کے جملہ بیماریوں، فتنوں اور ضعف و ذلت کا شافی و کافی علاج بتلادیا دیکھیئے جسم انسانی کے بے شمار اعضاء اور کل پرزے شکل اور صورت، حجم اور مقدار، عمل، قدر و قیمت اور عزت و ذلت کے اعتبار سے نہ صرف مختلف ہیں بلکہ بظاہر متضاد بھی دیکھائی دیتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنے بعض اعضاء کے ساتھ تشبیہ اور نسبت دے مثلاً کہے کہ تو میرا آنکھ کا تارا ہے وغیرہ تو ان جیسے الفاظ کے سننے سے مخاطب کے ذہن میں محبت اور پیار کا سمندر موج زن ہوتا ہے یہ اس لئے کہ انسانی معاشرہ میں جسم کے مذکورہ اعضاء عزت و شرف کے اعلی ترین مقام پر فائز ہیں اور اس کے برعکس اگر کوئی شخص کسی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

دوسرے کو اپنے بعض دیگر اعضاء (ذکر' خصیے وغیرہ) سے تشبیہ اور نسبت دے تو یقیناً سننے والے کے دل میں غصے اور دشمنی کے آگ کا وہ طوفان اٹھے گا کہ ممکن ہے کہ قتل و مقاتلہ تک نوبت جاپہنچے یہ محض اس بنا پر کہ انسانی معاشرہ کے رسم و رواج میں مذکورہ جیسے اعضاء ذلت و بے قدری کے اس آخری حد پر جا پہنچے ہیں کہ سب و شتم کے وقت ان ہی کا ذکر کیا جاتا ہے۔

یہی تفاوت اعضاء جسم کے کارکردگی میں بھی ہے۔ مثال کے طور پر منہ کے ذریعہ مرغوب' خوش ذائقہ اور لذیذ اشیاء بدن میں بطور خوراک داخل کی جاتی ہیں اسلئے منہ کا فعل و عمل بہت باعزت اور مشرف سمجھا جاتا ہے جبکہ بول اور براز کے اعضاء کا عمل اور کارکردگی اس کے برعکس ہوتی ہے وہ جسم کے بے کار مواد جو پلید' بد بودار اور باعث نفرت ہوتے ہیں خارج کرتے ہیں لہٰذا ان اعضاء کی کارکردگی بظاہر غیر اہم اور بے قدر و قیمت سمجھی جاتی ہے۔

نیز اعضاء جسم میں بہ اعتبار مکان بھی فرق ہے بعض انتہائی بلند و برتر مکان کے مکین ہیں جیسے سر اور اس کے متعلقہ دوسرے اعضاء۔ اور بعض اعضاء مکان کے لحاظ سے اسفل السافلین میں سکونت پذیر ہیں جیسے پاؤں اور اس کے متعلقہ دیگر اعضاء جسم کے اس تضاد کے باوجود جملہ اعضاء کا مقصود چونکہ ایک ہے اور وہ ہے "صحت اور حیات

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کا تحفظ اور بقاء" اسلئے اعضاء جسم کے اعلی اور ادنی ہر ایک کا فریضہ صحت کی بقاء کے لئے ضروری ہے اس طرح گویا ہر ایک عضو دوسرے عضو کے وظیفہ اور فریضہ میں معاونت اور مدد کر رہا ہے اسلئے ہر ایک عضو دوسرے کو اپنی ذات جیسی عزیز سمجھتا ہے اور ہر ایک دوسرے کا عمل اور کارکردگی اپنے لئے محنت اور مزدوری سمجھتا ہے اس لئے جسم کے کثیر التعداد اعضاء اور ان کے بظاہر متضاد اعمال کے باوجود ان میں اونچ نیچ اور افضل و غیر افضل کا فرق ختم ہو کر ایک اکائی اختیار کر لیتے ہیں اور اعلی و ادنی کا امتیاز مٹ جاتا ہے منہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بول و براز کے اعضاء پر اپنی برتری جتائے اس لئے کہ بول و براز کے اعضاء اگر اپنی کارکردگی چھوڑ دیں تو کھانا پینا کیا زندگی سے ہاتھ دھونے پڑیں گے یہی مثال باقی اعضاء کی ہے اور یہی تو وجہ ہے کہ تمام اعضاء کسی بھی دیگر عضو کے تکلیف میں شریک غم ہو جاتے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں میں جب تک اعضاء جسم جیسی ہمدردی تھی اور ان کا ہدف اور زندگی کا مقصد ایک تھا تو ہر ایک مسلمان کا جینا اور مرنا اسلام اور مسلم بھائیوں کے لئے تھا جنگ احد میں مسلمانوں نے خود پیاس کی عالم میں دنیا سے رخصت ہونے کو ترجیح دی اور پانی کا گلاس دوسرے کو پلانے کا اشارہ کیا' بھوک کی شدت میں بھی اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دی گئی (ویوثرون علی انفسھم و

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

لو کان بھم خصاصۃ الآیہ) "یعنی صحابہؓ دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ انہیں خود سخت احتیاج ہوتا ہے" اور اس ایثار و ہمدردی کا نتیجہ تھا کہ مسلمان نہ صرف انسانوں بلکہ کائنات پر حکمران تھے مسلم امت قومیت، رنگ و نسل، پیشہ اور کسب، فرقہ واریت اور گروہ بندی، جغرافیائی اور لسانی حد بندیوں سے بالاتر ہوکر صرف اور صرف ایک ہی تھی جب کوئی کسی سے دریافت کرتا "من القوم" کس قوم سے تعلق رکھتے ہو؟ تو جواب ملتا "مسلم" میری قومیت مسلمان ہے۔

آج امت مسلمہ ہر میدان میں کیوں بے کسی کی تصویر بنا کھڑا ہے؟

موجودہ دور میں اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ اقوام عالم میں مسلم قومیت سے زیادہ کمزور اور بے بس اور کوئی نہیں حالانکہ کلمہ پڑھنے والے نفوس کی کمی نہیں، وسائل موجود ہیں مساجد اور مدارس کی کثرت ہے، تعلیم و تدریس کا ایک وسیع حلقہ قائم ہے، دعوت و تبلیغ کی کمی نہیں، عبادات کی ادائیگی ہوتی ہے اگر کمی ہے تو صرف ایک اور وہ ہے مسلمانوں میں اجتماعی مقصد کے حصول کے لئے اجتماعی اور مربوط و منظم عمل کا فقدان، جس سے نہ صرف امت کا شیرازہ بکھر گیا بلکہ اس عظیم اور انتہائی وحدت کی اکائی (متحدہ خاندانی برادری اور

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

وحدت) بھی اس حد تک پارہ پارہ ہوگیا کہ بھائی اپنے بھائی اور بیٹا اپنے باپ پر سبقت حاصل کرنے اور ایک دوسرے کو پیچھے دھکیل دینے میں مصروف ہے جس کے نتیجے میں ہر ایک بے چارگی اور نفسا نفسی کے دلدل میں روز افزوں ترقی کے ساتھ پھنستا جارہا ہے۔

اسلام اور اسلامی تعلیمات نام ہی اجتماعی مقصد یا اجتماعی عمل کا ہے

دین اسلام کی ابتدائی تعلیمات سے لیکر انتہائی تعلیمات تک کو دیکھا جائے اور عبادات پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں اجتماعی عمل کی ترغیب کے ساتھ ساتھ انفرادی عمل اور انفرادی مقاصد کے بارے میں حوصلہ شکنی کے صریح نصوص وارد ہیں اور یہی رنگ دین اسلام کے ہر حکم میں واضح نظر آتا ہے۔

الف: مثال کے طور پر عبادات کو لیں نماز، روزہ، حج اور زکوۃ جیسے ارکان دین میں واضح طور پر اتحاد، ہم آہنگی اور اجتماعی عمل کی عملی تعلیم ہے۔

ب: ایک باپ سے انسانی نسل کی تخلیق میں یہی فلسفہ کار فرما ہے۔

ج: مسلمانوں کے لئے ایک اللہ، ایک رسول، ایک قرآن اور ایک قبلہ کا عقیدہ اور ایمان باعث وحدت و اجتماع اگر نہ ہوسکے تو اس سے بڑھ کر

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور کیا چیز اس کو اتحاد' اتفاق اور اجتماعی عمل کی تعلیم دے سکے گی؟

د: یہاں تک کہ حضور علیہ السلام نے اکیلے سفر سے بھی ممانعت فرمائی ہے اور کھانے پینے جیسے ادنی کاموں میں بھی اجتماعی صورت کی ترغیب دی ہے۔

ے تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

قرآن کریم نسبی اور اسلامی اتحاد پر زور دیتا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ امت مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کے سلسلے کی اعلیٰ ترین کڑی حضور علیہ السلام کی ذات گرامی ہے اور اس سلسلے کا اولین حلقہ کسی خاندان کا باپ اور دادا ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام سے بحیثیت رسول اللہ مسلمانوں کے تعلق اور رشتہ کے دائرہ کا نام ایمان اور اسلام ہے اس دائرہ کے اندر جو کوئی بھی ہو وہ ایک دوسرے کا بھائی ہے خواہ رنگ و نسل' مذہب و مسلک اور ملک و زبان میں کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

انما المومنون اخوۃ الآیہ ☆

"بے شک ایمان والے آپس میں بھائی ہیں"۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ان المومن للمومن کا لبنیان یشد بعضہ بعضا الحدیث

"بے شک ایک مومن دوسرے مومن کے لئے باعث تقویت ہوتا ہے جیسا کہ ایک مکان کے بعض حصے دوسرے بعض حصوں کے لئے باعث استحکام ہوتے ہیں"۔

ذرا دیکھئے تو سہی قرآن و حدیث مسلمانوں کے آپس کی قرابت و ہمدردی اور ایک دوسرے کو تقویت پہنچانے اور ایک دوسرے سے دفاع کرنے کے لئے ایمان اور صرف ایمان کے دائرہ کے اندر داخل ہونا علت اور شرط قرار دیتے ہیں اور بس۔ اس سے قطعی طور پر واضح ہوتا ہے کہ امت کی وحدت کی اہمیت اسلامی تعلیمات میں کیا مقام رکھتی ہے۔

خاندانی اور اسلامی وحدت

اسلامی وحدت کی ابتداء خاندانی وحدت سے ہوتی ہے جس کا محور اور مرکز باپ اور دادا ہوتا ہے خاندان در اصل باپ اور دادا سے تعلق اور رشتہ کے دائرہ کا نام ہے اس دائرے کے اندر جتنے افراد داخل ہوتے ہیں انہیں محارم اور خویش و اقارب کہا جاتا ہے۔

قرآن نے مذکورہ بالا دو رشتوں کے اندر داخل افراد کے ساتھ ہمدردی، تعاون اور اتصال رکھنے پر خصوصیت کے ساتھ زور دیا ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ازواجه امهاتهم و اولو الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمہٰجرین الا ان تفعلوا الی اولیآئکم معروفا کان ذالک فی الکتاب مسطورا☆

(پارہ ۲۱' الاحزاب' آیت ٦)

"کتاب اللہ اور لوح محفوظ میں اللہ تعالی کا تحریری حکم ہے کہ مومنین کے لئے نبی سے تعلق اور لگاو اپنے نفس اور ذات سے بڑھ کر ہے اور نبی کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں اور رشتہ دار ایک دوسرے کے ساتھ لگاو اور ہمدردی میں دوسرے مومنین اور مہاجرین کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہیں ہاں اپنے دوستوں سے بے شک اچھائی کرتے رہو۔

تشریح: چونکہ ایک خاندان کے افراد آپس میں دو رشتوں سے منسلک ہوتے ہیں ایک ایمان کا رشتہ اور دوسرا نسب کا رشتہ اس لئے ان کا آپس میں تعاون' ہمدردی اور غمگساری دوسرے مومنین کی بہ نسبت اہم اور مقدم ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مسلمانوں کی وحدت اور اجتماعیت کے خود ساختہ دائرے

قرآن اور حدیث کے حوالے سے پچھلے صفحات میں گذرا کہ اللہ تعالی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمان ملت کی آپس کی اخوت، رحمت اور معاونت کے لئے معیار اور ترازو ایمان کا دائرہ مقرر فرمایا ہے مگر امت مسلمہ کے خواص و عوام نے ایمان کے وسیع و عریض دائرے کو درجہ بدرجہ چھوٹے چھوٹے دائروں میں تقسیم کرنا شروع کیا جن میں سے کچھ تو مفید بلکہ ضروری تھے اس لئے کہ وہ ایمان کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے اپنے بقا کے لئے ضروری معاون ہیں مگر فی زمانہ ستم ظریفی یہ شروع ہوئی کہ ان چھوٹے دائروں کو یار لوگ ایمان کا دائرہ سمجھنے لگے اور جس کسی کو اپنے منتخب کردہ تنگ دائرے سے ذرا بھی باہر پایا اسے اپنا بھائی تو کیا دشمن سمجھنے لگا۔

مثال کے طور پر ایمان کے دائرے کے اندر مذہب کا دائرہ ہے اس میں شک نہیں کہ مذہب کے بغیر قرآن و سنت کی تشریحات کو سمجھنا اور ان پر صحیح عمل کرنا ایسا ہے جیسے دنیاوی علوم اور فنون پر اساتذہ فن کے بغیر عبور حاصل کرکے عمل کرنا مشکل ہے۔ لیکن اگر ایک مسلمان کسی مخصوص مذہب کے دائرے کے اندر نہیں تو اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ وہ ایمان کے دائرے سے بھی خارج ہوگیا۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

پھر مذہب کے دائرے کے اندر مسلک کا دائرہ ہے دیکھئے حنفی مذہب کے اندر دیوبندی مسلک ہے یا بریلوی مسلک ہے باوجود اس کے کہ دونوں جماعتیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کی سو فیصد اتباع کے دعویدار ہیں اب یقینی بات ہے کہ اگر کوئی فرد کس کا ہم مسلک نہیں تو اسے غیر نہیں قرار دیا جا سکتا۔

نیز مسلک کے اندر مشرب کے حدود ہیں اور پھر ہم مشرب لوگوں کے اندر مزید گروہ بندیاں ہیں حالانکہ سب کے سب ایمان اور اہل سنت والجماعہ کے دعویدار ہیں ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ سب آپس میں جسم واحد کے اعضاء جیسا برتاو کریں ایک دوسرے کو تقویت پہنچائے اور اپنا زور بازو' زور قلم اور زور بیاں متحدہ طور پر اغیاروں کے خلاف صرف کریں مگر بد قسمتی سے آج معاملہ الٹا ہوچکا ہے مسلمانوں کی ہر جماعت اور گروہ دوسرے کے خلاف بر سرپیکار ہے دوسرے کو نیچا دکھانے اور اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے ایڑھی چوٹی زور لگائی جارہی ہے نتیجہ ہر ایک کے سامنے ہے کہ امت کی وحدت اور اسلامی اخوت اور اجتماعیت کی بجائے فرقہ واریت' عداوت اور انتشار روز افزوں ترقی پر ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

خاندانی وحدت کا حشر

یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ ایک خاندان میں اگر پانچ بھائی ہیں تو ان کی طاقت، قوت عمل، ثروت اور جاہ و جلال کسی ایک بھائی کی بہ نسبت پانچ گنا ہوتا ہے اور اگر اس متحدہ خاندان کے افراد اس سے بھی زیادہ ہیں تو ان کی قوت مزید بڑھے گی۔

پھر یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اجتماعی خاندان میں افراد کی ذہنی اور عملی استعداد میں فرق اور کمی بیشی ہوتی ہے نیز خاندان کی ضروریات کے شعبوں میں بھی اہمیت اور قدر و قیمت کے لحاظ سے تفاوت ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خاندان کا ہر فرد اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق با روزگار ہوجاتا ہے اور ہر ایک شعبۂ عمل محفوظ اور متحرک رہتا ہے اس طرح خاندان کے افرادی قوت بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کی استعدادی قوت بڑھ جاتی ہے ان کی کار و باری اور تجارتی وسعت بہت جلد ایک کمپنی کی شکل اختیار کر لیتی ہے پھر آہستہ آہستہ یہ مقامی کمپنی ملکی اور آخر کار ایک عالمی کمپنی کی صورت اختیار کرنے لگتی ہے یہ مفروضہ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے آج اگر کسی بھی عالمی کمپنی یا کارپوریشن کی سرگذشت کا کھوج لگایا جائے تو معلوم ہوجائے گا کہ وہ ماضی قریب میں ایک خاندانی اور مقامی اجتماعی عمل تھا جس کی ابتداء دو تین افراد نے کی تھی۔

اور اگر ایک خاندان کے دس بیس افراد اجتماعی عمل پر انفرادی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

معیشت کو ترجیح دیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس خاندان کی قوت بازو اور قوت زر منقسم ہوکر رہ جائیگی ان کا جاہ و جلال باقی نہیں رہے گا اور کاروبار کا گراف یکدم گر جائیگا (ذالک ھو الخسران المبین) یہ ایک واضح خسارہ ہے۔

اسلامی تعلیمات غیروں نے اپنا کر بام عروج پر جا پہنچے

آج نہ صرف یورپ بلکہ کرہ ارض پر آباد پوری ملت کافرہ تقریبا ہر کام اور عمل شراکت اور اجتماعی عمل کے تحت کرتی ہے جن کے مختلف اصطلاحی نام انہوں نے رکھ لئے ہیں۔

مثال کے طور پر کمیٹی Committee (ذیلی مجلس' پنچائیت' جرگہ)

یونین Union (اتحاد' ملاپ)

کونسل Council (جماعت' پنچائیت' انتظامی مجلس اور جماعت)

کارپوریشن Corporation (وہ جماعت جو کسی ضابطہ کے تحت مثل شخص واحد متحد ہو)

کمپنی Company (ایک جماعت' رفاقت' دوستوں اور خویش و اقارب کا جمع' اجتماعی عمل)

اس قسم کے بے شمار نام ہیں تاہم سب کا مفہوم اجتماعی عمل کا ہے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اگرچہ آج کل ترقی پذیر مسلمان ملکوں اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں نے غیر مسلم اقوام کی پیروی میں مذکورہ یورپین ناموں کے تحت اجتماعی عمل اور کاروبار شروع کیا ہے مگر وہ اس ترقی کو یورپ کی تقلید اور یورپین تعلیم جدید کا ثمرہ اور احسان سمجھتے ہیں اور قرآن و سنت کی تعلیمات کو نادان مسلمانوں کے انفرادی عمل اور فرقہ پرستی کے پیش نظر فرقہ واریت کی تعلیمات کا الزام دیا جاتا ہے۔

حالانکہ چودہ سو سال پہلے جہالت میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو ہر دینی اور دنیاوی کام اجتماعی فکر و عمل کے تحت کرنے کی ہدایت اسلام نے دی جس پر سابقہ قرآنی آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں اسی اجتماعی عمل کی اہمیت کے پیش نظر قرآن کریم کی ایک سورہ کا نام (شوریٰ) یعنی اجتماعی فکر و عمل رکھا گیا اور حضور علیہ السلام جیسے عقل کل اور جامع العلوم شخصیت کو اپنے پیرو کاروں کے ساتھ مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا اور مومنوں کے امتیازی کمالات میں ان کے اجتماعی فکر و عمل کو قرآن کریم نے خصوصیت کے ساتھ اجاگر کیا۔ ارشاد ہوا۔

قولہ تعالی : والذین استجابوا لربھم و اقاموا الصلوۃ و امرھم شوری بینھم و مما رزقنھم ینفقون☆

(پارہ ۲۵، سورہ شوریٰ، آیت ۳۸)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

"(اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھلائی ان لوگوں کے لئے ہے) جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے اور جو کچھ میں نے انہیں دی ہے ان میں سے دوسرے مستحقین پر خرچ کرتے ہیں۔

تشریح: اقامت صلوۃ میں نماز باجماعت ادا کرنا شامل ہے تو گویا کہ یہ اجتماعی عمل ہوا اور باہمی مشورہ میں اجتماعی فکر و نظر ہوا اور "مما رزقنٰھم" قوت زور، قوت زر، قوت فکر و عمل، عقل و دانش تمام قابلیتیں اور استعدادات داخل ہیں یعنی تمام انعامات میں سے مستحقین کی ہاتھ بٹاتے ہیں گویا کہ یہ اجتماعی معاونت کی طرف اشارہ ہے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مشترکہ خاندانی نظام کی ترقی اور بقاء کے لئے چند بنیادی شرائط

مشترکہ خاندانی نظام یا اجتماعی عمل کی کامیابی اور ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اس کے لئے طے شدہ ضابطۂ کار موجود ہو جو ہر فرد کے لئے فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہو اس ضابطے کے چند مثالی دفعات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ پورے خاندان کے بنیادی افراد مثلاً پانچ بھائی ہیں اب اس خاندان کے بھائیوں کی بیٹوں اور بیویوں میں کمی بیشی ہوگی اور ان کے فوائد اور نقصانات میں فرق ہوگا مگر اس خاندان کے بنیادی ارکان چونکہ وہی پانچ بھائی ہیں لہٰذا کاروباری نفع و نقصان میں ان بنیادی ارکان کے درمیان مساوات ہو البتہ اگر بھائی کسی بھتیجے کو بخوشی ایک بھائی کی حیثیت دیتے ہیں تو یہ الگ بات ہے۔

۲۔ خاندان کے افراد کا کھانا، پینا، لباس، مکان، تعلیم، بیماری، غم اور خوشی کے اخراجات بلا امتیاز مشترک ہوں تاہم ان اخراجات میں مساوات اور کفایت شعاری اختیار کرنے کے لئے کوئی معیار اور ضابطہ ہو تاکہ یہ آپس کی حسد اور رقابت پر منتج نہ ہو۔

۳۔ خاندان کا کوئی فرد مرد و عورت مفت خور اور طفیلی نہ ہو۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

۴- پورے خاندان کے اندر تقسیم کار ہو اور ہر ایک کو اس کی اہلیت اور قابلیت کی مناسبت سے کام حوالہ کیا جائے۔

۵- کوئی بھی فرد دوسرے کے کام میں مداخلت نہ کرے البتہ ہر ایک دوسرے کی تعمیری اور اصلاحی مشورہ قبول کرتا رہے۔

۶- ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے کے دائرہ کار میں اس کام کے ذمہ دار فرد کی اہمیت اور برتری کو اجاگر کرتا رہے اور عام لوگوں کے سامنے اس کے "انا" کو ہرگز مجروح نہ کرے۔

۷- آمد و خرچ اور ہر کام کے نظم و ضبط کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

۸- پورے خاندان کا ایک سربراہ مقرر ہو جس کی اطاعت ہر ایک کے لئے شرعی امیر کی طرح ضروری ہو۔

امیر کے فرائض

الف: جملہ متعلقہ امور باہمی مشورہ سے طے کرنے کے بعد اس پر عمل کرانے کا اہتمام کرتا رہے۔

ب: کوتاہی کرنے والے سے باز پرس کرے۔

ج: جہاں کہیں بگاڑ پیدا ہوا اس کی اصلاح کرے۔

د: حالات کے تقاضے کے مطابق خاندان کے ارکان کا مجلس شوری منعقد کرے اور ہر ایک کو کھول کر بات کرنے اور تنقید کرنے کا موقعہ دے۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہ: اگر رائے میں اختلاف ہو اور امیر کسی ایک رائے کے مطابق فیصلہ کرے تو دوسروں کو دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کرے۔

مذکورہ تمام دفعات کا شرعی ماخذ یعنی بنیاد

شریعت اسلامی نے مسلمانوں کو روزانہ پانچ وقتی نمازوں کے لئے جو ضوابط مقرر کئے ہیں اجتماعی عمل کے لئے وہ تمام قوانین راہنما اصول ہیں۔

مشترکہ خاندانی نظام کے لئے چند تباہ کن باتیں

مشترکہ خاندان کی ابتدا تو ایک باپ کی اولاد یعنی بھائیوں سے ہوتی ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ بھائیوں کے اندر خون و نسب کا رشتہ اتنا بھر پور ہوتا ہے کہ باوجود عارضی تلخ کلامی کے ایک دوسرے سے جدائی اور قطع تعلقات پر تیار نہیں ہوتے البتہ دو اسباب کے نتیجے میں سگے بھائی اور ان کی قوت تتر بتر ہو کر رہ جاتی ہے اور ایک دوسرے کے بدخواہ بھی بن سکتے ہیں۔

پہلا سبب: ایک گھرانہ کے تباہ ہونے اور بھائی کے بھائی سے جدا

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہونے کی پہلی بنیادی سبب بھائیوں کے بیویاں ہوتی ہیں عورت بہ دل و جان انفرادی خانہ داری کی دلدادہ ہوتی ہے اور اجتماعی خانہ داری اور بود و باش اس پر بوجھ ہوتا ہے اس کے کئی معقول وجوہات ہیں۔

الف: انفرادی گھر کے اندر عورت بے تاج ملکہ کی حیثیت رکھتی ہے اور اجتماعی گھرانے کی چار دیواری کے اندر ہر عورت کو یہ حیثیت حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔

ب: کسی بھی اجتماعی گھرانے میں عورتیں عموما اجنبی اور متفرق گھرانوں سے آکر بستی ہیں تو عورتوں کا اپنے خاوندوں کے برادری ٹوٹنے کا کیا دکھ ہوسکتا ہے؟ جبکہ عورت سمجھتی ہے کہ جب میں نے خاوند کے لئے والدین اور بھائی بہنوں کو قربان کیا تو خاوند کو چاہئے کہ وہ بھی میرے لئے یہ سب کچھ قربان کرے۔

ج: عورتوں کے عمل اور نفع و نقصان کا دائرہ گھر کی چار دیواری کے اندر محدود ہوتا ہے اس لئے ان کا سوچ بھی کنویں کی مینڈک کی طرح محدود ہوتا ہے گھر کے چار دیواری کے اندر کے اعتبار سے انفرادی گھر میں کھانے، پینے، صفائی، سکون اور بچوں کے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے وغیرہ جیسے انتظامات بہ نسبت اجتماعی گھرانے کے کہیں بہتر ہوتے ہیں اور عورت کی نگاہ صرف اپنی محدود مفادات پر ہوتی ہے اور گھر کی چار دیواری سے باہر اجتماعی گھرانے کے عظیم مفادات عموما عورت کی نگاہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے اوجھل اور مخفی ہوتے ہیں اس لئے وہ انفرادی گھرانے کو ترجیح دیتی ہے۔

دوسرا سبب : اجتماعی گھرانے کے منتشر ہونے کا دوسرا سبب یہ ہوتا ہے جب بھائیوں میں سے کوئی اپنے لئے زیادہ منفعت حاصل کرنے کی لالچ رکھے اس بنا پر کہ میں بڑا ہوں یا میں نے بہت کمایا ہے یا میں نے اس گھر کی آبادی کے لئے بہت مصیبتیں برداشت کی ہیں یا میرے بیٹے بہت کماتے ہیں یا میری بیوی بہت کچھ کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

حب مال اور نفس پرستی کا یہ جذبہ کئی شکلوں میں ابھر سکتا ہے جن کی بعض صورتیں حسب ذیل ہیں۔

الف : کسی عورت کے نام دنبہ، بکری، گائے، یا بھینس نامزد کرنا کیونکہ پھر اس جانور کے بچے اس کے دودھ اور جملہ فوائد مشترکہ خاندان کے اندر صرف اسی عورت اور اس کے خاوند اور اولاد کے لئے مختص ملکیت کی صورت اختیار کرلیتے ہیں حالانکہ اس جانور کا کھانا، پینا، گھاس پھوس، ادویات وغیرہ سب کچھ مشترکہ گھریلو اخراجات سے پورے کئے جاتے ہیں بلکہ عموما اس جانور کی خریداری کا رقم عورت کا خاوند دیتا ہے جو درحقیقت جملہ بھائیوں کی مشترک دولت ہوتی ہے۔

پھر یہی رقابت یا ضرورت دوسری عورت کو پیش آتی ہے پھر تیسری کو علی ھذ القیاس نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر ایک عورت چوری چھپے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اپنے جانور کو مشترکہ گھر کا غلہ، دانہ اور روٹی کھلاتی رہتی ہے اس طرح مشترکہ گھر کے غلے کے گوداموں میں چوہوں کے مخفی غاروں کی بھرمار شروع ہو جاتی ہے۔

پھر بعض حضرات عورت کے جانوروں کے بچے اور جانور فروخت کرکے اس کی آمدنی کی رقومات کے کھاتے مشترکہ کاروبار میں کھول دیتے ہیں اس نیت سے کہ کل جب بھائیوں کے اندر تقسیم دولت کی نوبت آئیگی تو عورت کے کھاتے کی رقومات میری مختص ملکیت ہوگی۔

حالانکہ مشترکہ نفع و نقصان اور مشترکہ خاندانی نظام میں یہ روش نہ صرف اس اجتماعی خاندان کے لئے تباہ کن اور باعث بربادی ہے بلکہ از روئے شریعت ظلم، ناجائز اور حرام بھی ہے۔

ب: بعض اوقات ایک بھائی یہ سمجھنے لگتا ہے کہ چونکہ پورے خاندان کی دولت اور جاہ و جلال میری ذات، میری محنت اور میرے کمالات کی مرہون منت ہے لہٰذا مشترکہ مال و جائداد میں "اضافی حصہ" ملنا میرا حق ہے یا کوئی بھائی یہ خیال کرتا ہے کہ میرے بیٹے زیادہ کماتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میں نے بیرون ملک سفر کرکے دولت کمایا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کے ارادے اور لالچیں اجتماعی گھرانہ کیلئے انتہائی خطرناک صورت حال پیدا کرسکتے ہیں لہٰذا اجتماعی گھرانے کے ذمہ دار افراد کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کے رجحانات کا قبل از وقت سد باب کرلیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اجتماعی خاندان کے تحفظ کے لئے بعض مفید اقدامات

۱۔ اجتماعی گھرانے کو تحفظ اور استحکام و دوام دینے کے لئے ضروری ہے کہ جملہ بھائی اور چچا زاد بھائی مل کر بیٹھ کر عورتوں کے طبعی میلان اور فطرت کو سمجھ کر فیصلہ کریں کہ عورتوں کے اس خواہش کو ہرگز پورا نہیں ہونے دیں گے اور اپنے اس اٹل فیصلے سے عورتوں کو ایسے دو ٹوک الفاظ میں آگاہ کریں کہ وہ اس مخفی امید سے مایوس ہوکر اپنے حربے اور ہتھکنڈے استعمال کرنا چھوڑ دیں۔

۲۔ عورتوں پر واضح کیا جائے کہ ایک گھر کے اندر چھوٹے بچے خواہ آپس میں سگے بہن بھائی کیوں نہ ہوں روزانہ لڑتے اور الجھتے ہیں یہ ان کی فطرت ہے لہٰذا بچوں کی لڑائی کو ہرگز ہوا نہ دی جائے۔

۳۔ چونکہ عورت کی فطرت میں ٹیڑاپن ہے لہٰذا ضروری ہے کہ کوئی بھی بھائی دوسرے بھائی کے بیوی پر ہرگز ہاتھ نہ اٹھائے جب عورت کی گستاخی ناقابل برداشت ہوجائے تو چاہیئے کہ عورت کے خاوند کے سامنے حقیقت حال رکھ دے یا گھرانے کے امیر اور سربراہ سے شکایت کرے۔

۴۔ ہر ایک بھائی اور بھتیجا اپنی بیوی اور ماں کو سمجھائے کہ جب ہم بیرونی کاروبار، محنت و مشقت سے تھکے ماندے شام کو گھر آجاتے ہیں تو دن

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بھر کے گھریلو شکایات کی کارگذاری اور دوسروں کی زیادتیوں کی داستانیں ہرگز نہ سنائے البتہ اپنی ضروریات بتائے جو بہ سرو چشم پورے کئے جائیں گے۔ اگر کوئی عورت اس کے باوجود شکایات اور شکووں کا ورد کرنے لگے تو اس پر کان نہ دھرے بلکہ بچوں سے کھیلنے' اخبار پڑھنے' ریڈیو سننے وغیرہ جیسے کام میں مصروف ہو جائے۔

۵۔ اگر کسی اجتماعی گھرانے کے افراد کی تعداد زیادہ ہو جائے اور کھانے پینے کے مشترکہ انتظام میں دشواری یا بدنظمی ہو تو اس انتظام کو بھائیوں کے مشورے سے کئی گروپوں میں تقسیم کیا جائے ہر ایک گروپ میں مساوی افراد کے مشترکہ کھانے پینے کا انتظام ہو اور ہر ایک گروپ کو مساوی راشن دیا جاتا رہے اور اس کے خرچ کے تاریخوں کو نظرانداز نہ کیا جائے۔

۶۔ دودھ' دہی کے لئے ہر ایک گروپ کے لئے الگ جانور رکھنے اور پالنے کا انتظام کیا جائے تاہم جملہ مال مویشی مشترک ہوں یہاں تک کہ کوئی مرد اور عورت ان الفاظ تک سے اجتناب کرے کہ میری گائے میری بھینس بلکہ یوں کہے کہ ہماری گائے ہماری بھینس وغیرہ۔

۷۔ کسی بھی عورت کے لئے انفرادی ملکیت' شخصی مال مویشی حتی کہ مرغی پالنے کی اجازت نہ دی جائے۔

۸۔ جہاں تک کسی بڑے بھائی کا دوسرے بھائیوں سے زیادہ حصہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

(پگڑی) ملنے کی بات ہے تو یہ نہ شرعا درست ہے اور نہ عقلا یہ ٹھیک ہے کہ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائیوں کی پرورش کی ہوگی ان کے لئے مصیبتیں اٹھائی ہوں گی ان کے لئے کمایا ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہ سب کچھ اس کی مذہبی اور اخلاقی ذمہ داری تھی اس لئے اس کا معاوضہ طلب کرنا شرعا اور اخلاقا درست نہیں۔

نیز اگر اس نے مشقتیں زیادہ برداشت کی ہیں تو اس نے مشترکہ مفادات سے فائدے بھی بہ نسبت چھوٹے بھائیوں کے زیادہ لئے ہیں۔

اسلئے ان سب کچھ کے باوجود کسی بھی باضمیر بھائی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ برادری جیسے عزیز ترین رشتے کو مال کی لالچ میں کھو بیٹھے۔

والسلام

(مولانا) نور محمد مہتمم دار العلوم وزیرستان

وانا و خطیب مرکزی جامع مسجد وانا

5,2,95

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

پی ڈی ایف PDF

تیارکردہ

شمس الحق المسعودي

Shamsulhaqmasood

ShamsMsD

شمس الحق المسعودي

Scanned with CamScanner

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library